عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شوال المکرم ۱۴۲۶ھ

نومبر 2005ء

شمارہ ۱۰ .... جلد ۳۹/۹

قیامت خیز زلزلہ اور اس کی تباہ کاریاں

عقیدہ ختم نبوت کی حقیقت

آخرت کا عقیدہ ۔ عقل سلیم اور قرآن کی روشنی میں

آہ حضرت مولانا خدا بخش شجاع آبادیؒ

قادیانی عبادت گاہ پر حملہ

www.khatm-e-nubuwwat.com

Email: mahanamalolaak@yahoo.com

ماہنامہ
لولاک
ملتان

شمارہ ۱۰ .... جلد ۳۹/۹

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم

سرپرست: پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ العالی

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: صاحبزادہ طارق محمود

ایڈیٹر: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

سرکولیشن منیجر: رانا محمد طفیل جاوید

منیجر: قاری محمد حفیظ اللہ

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا خدا بخش شجاع آبادی	مولانا احمد بخش
مولانا مفتی حفیظ الرحمن	مولانا محمد نذر عثمانی
مولانا قاضی احسان احمد	مولانا غلام حسین
مولانا محمد طیب فاروقی	مولانا محمد اسحاق ساقی
مولانا محمد قاسم رحمانی	مولانا غلام مصطفےٰ
مولانا عزیز الرحمن ثانی	مولانا فقیر اللہ اختر
چوہدری محمد اقبال	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا محمد حسین ناصر	مولانا عبدالرزاق

رابطہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۵۴۲۲۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمتہ الیوم!

قیامت خیز زلزلہ	صاحبزادہ طارق محمود	3
قادیانی عبادت گاہ پر حملہ	" " "	5
حضرت مولانا خدا بخشؒ بھی چل بسے	" " "	9

مقالات ومضامین!

آخرت کا عقیدہ...... عقل سلیم اور قرآن کی روشنی میں	مولانا منظور نعمانیؒ	11
حضرات انبیاء پر حضور ﷺ کی فضیلت	مولانا مفتی راشد مدنی	15
اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت	مولانا سعید احمد دہلویؒ	18
ذکر الٰہی اور محاسبہ نفس	ولی اللہ صدیقی	24
کیسا لگا...؟	ادارہ	30

ردقادیانیت!

مرزا غلام احمد قادیانی کی پیشین گوئیاں	اشتیاق احمد	31
صدی کا سب سے بڑا جھوٹ	محمد متین خالد	40
عقیدہ ختم نبوت کی حقیقت	ادارہ	43

متفرقات!

آہ! حضرت مولانا خدا بخش صاحبؒ	مولانا اللہ وسایا	47
جماعتی سرگرمیاں!	ادارہ	52
منظوم حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ	مولانا خدا بخش ملتانی	56

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

قیامت خیز زلزلہ!

8اکتوبر بروز ہفتہ 2005ء کی صبح آٹھ بج کر پینتالیس منٹ پر آنے والا ہولناک زلزلہ تباہی و بربادی‘ خوف و ہراس اور امید و یاس کے ایسے نقوش چھوڑ گیا ہے جسے اہل پاکستان کبھی فراموش نہیں کرسکیں گے۔ آزاد جموں و کشمیر‘ صوبہ سرحد اور صوبہ پنجاب کے بعض علاقوں میں آنے والا زلزلہ اس قدر شدید تھا کہ زمین پانی پر تیرتی ہوئی کشتی کی مانند محسوس ہوتی تھی۔ بلند و بالا عمارتیں کھلونوں کی طرح ہلنے لگیں۔ آزاد کشمیر کے تین اضلاع مظفر آباد‘ باغ‘ راولاکوٹ اور صوبہ سرحد کے پانچ اضلاع ایبٹ آباد‘ مانسہرہ‘ بٹ گرام‘ شانگلہ اور بالاکوٹ کے بارونق شہر چند لمحوں میں کھنڈرات میں تبدیل ہوگئے۔ ہنستی مسکراتی زندگی موت کی آغوش میں لپٹ کر رہ گئی۔ زیور تعلیم سے آراستہ و پیراستہ ہونے والے معصوم طالب علم بچے اور بچیاں زندہ درگور ہوگئے۔ ان کی دلدوز چیخیں سنگ و خشت کے بکھرے گھروندوں کے ملبوں تلے دب کر رہ گئیں۔ سرکاری طور پر چالیس ہزار افراد کے جاں بحق اور باسٹھ ہزار افراد کے زخمی ہونے کی تصدیق کی جاچکی ہے۔ جوں جوں دور دراز کے علاقوں تک رسائی ہوگی اور ملبہ ہٹانے کا کام مکمل ہوگا تب جاکر صحیح صورت حال سامنے آئے گی۔ ماہرین نے تقریباً ایک لاکھ افراد کی ہلاکت کا خدشہ ظاہر کیا ہے۔

زلزلہ زدہ علاقوں میں ذرائع آمد و رفت اور مواصلات کا نظام بری طرح متاثر ہوا ہے۔ سڑکوں میں گہرے شگاف پڑ گئے۔ پل الٹ گئے۔ بجلی کا نظام معطل ہوکر رہ گیا۔ متاثرہ علاقے اندھیروں میں ڈوب گئے۔ وحشت کے عالم میں کھلے آسمان تلے بے سروسامان‘ پریشان حال انسانوں کے دلوں میں خوف و ہراس بددلی اور ناامیدی کا پیدا ہونا ایک فطری عمل ہے۔ قدرت کی ستم ظریفی کہ رہی سہی کسر بارش نے نکال دی۔ زلزلوں کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ ماہرین کے مطابق اب تک سینکڑوں جھٹکے محسوس کیے جاچکے ہیں۔ مزید جھٹکوں کی توقع ہے۔

زلزلوں سے پیدا شدہ صورت حال گھمبیر‘ تشویش ناک اور پیچیدہ بھی ہے۔ متاثرہ دور دراز علاقوں سے ابھی تک رابطہ اور رسائی میں مشکلات کا سامنا ہے۔ بعض جگہ پہاڑی سلسلہ کی نوعیت کچھ اس طرح کی ہے کہ ہیلی کاپٹر کا وہاں اترنا بھی مشکل ہے۔ جن علاقوں میں زلزلہ آیا وہاں وبائی امراض اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ آزاد کشمیر صوبہ سرحد اور کوہستانی علاقہ میں ہسپتالوں کی کمی کو شدت سے محسوس کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت نے زخمیوں کو پنجاب کے مختلف ہسپتالوں میں بھجوانا شروع کردیا ہے۔

زلزلہ سے متاثرین کی آبادی ایک مستقل مسئلہ ہے۔ اس سلسلہ میں حکومت نے ایک پالیسی وضع کی ہے۔

ماہرین کا خیال ہے کہ زلزلہ سے متاثرین کی آبادکاری میں دس برس سے زائد کا عرصہ درکار ہوگا۔

اخباری اطلاعات کے مطابق متاثرہ علاقوں سے لوگوں کی نقل مکانی کا سلسلہ بھی شروع ہو چکا ہے۔ زلزلہ سے جو جانیں بچ گئیں ہیں انہیں مزید بچانے کی ضرورت ہے۔ زلزلے سے ہونے والی تباہی اور مہلک اثرات کا اندازہ اقوام متحدہ کے ہنگامی ریلیف سیل کے کوارڈی نیٹر جان انگلینڈ کے بیان سے لگایا جاسکتا ہے۔ انہوں نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ پاکستان میں حالیہ زلزلے سے آنے والی تباہی سونامی طوفان سے بدتر ہے۔ انہوں نے تجویز پیش کی ہے کہ ہزاروں جانیں بچانے کے لئے برلن ائیر لفٹ جیسا آپریشن ضروری ہے۔ سردی بڑھنے اور بارشیں شروع ہونے کی صورت میں امدادی کام میں رکاوٹیں پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ اس لئے زلزلہ زدہ علاقوں میں اسی طرح کا فضائی آپریشن کرنا پڑے گا جیسا کہ 40 کے عشرے میں اتحادی فوج نے برلن میں کیا تھا۔

صدر مملکت جنرل پرویز مشرف جو چند دن پہلے قوم کو نوید سنا رہے تھے کہ باہر سے آنے والی امداد ضرورت سے زیادہ ہے۔ اب کہا جارہا ہے کہ عالمی برادری سونامی کی طرح ہماری مدد کو پہنچے۔ کیونکہ اب تک آنے والی امداد ناکافی ہے۔ یہ بات اس امر کا ثبوت ہے کہ حکومت ابھی تک زلزلہ کی تباہ کاری اور انسانی ہلاکت کا صحیح اندازہ لگانے سے قاصر رہی ہے۔

آزاد کشمیر' صوبہ سرحد اور کوہستانی علاقوں کا زلزلہ جہاں تباہی و بربادی کی المناک یادیں چھوڑ گیا۔ وہاں اس زلزلہ نے سوئی ہوئی قوم کو بھی خواب غفلت سے بیدار کر دیا ہے۔ پاکستانی قوم نے انسانی ہمدردی' یکجہتی' اخوت' ایثار اور باہمی اتحاد کے جن جذبات کا مظاہرہ کیا ہے اسے مدتوں یاد رکھا جائے گا۔ کراچی سے لے کر خیبر تک پوری قوم زلزلہ زدگان کے غم اور دکھ درد میں شریک ہوگئی۔ ایک دفعہ پھر 1965ء کے جذبہ کی یادیں تازہ ہوگئیں۔

ملک بھر کی مختلف سیاسی' دینی اور رفاہی تنظیموں نے زلزلہ زدگان کی امداد کے لئے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے ایک پیغام کے ذریعہ پوری جماعت کے قائدین اور کارکنوں کو زلزلہ سے متاثرین کی عملی امداد کی تلقین کی ہے۔ چنانچہ مختلف شہروں میں جماعت کے مبلغین اور متوسلین نے متاثرین کے لئے گرم کپڑے اور خورد و نوش کا سامان جمع کر کے متاثرہ علاقوں تک پہنچایا۔ اس خاموش خدمت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے کماحقہ اپنا فرض ادا کیا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی نے زلزلہ زدگان کی امداد کے لئے جمع شدہ فنڈ علمائے ہزارہ کے سپرد کیا۔ تاکہ وہ متاثرہ علاقوں میں جملہ ضروریات کے مطابق خرچ کر سکیں۔ اسلام آباد' پشاور' مانسہرہ' ایبٹ آباد کے جماعتی رفقاء نے زلزلہ زدگان کی امداد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ دیگر جماعتوں اور تنظیموں کی طرح مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمت کو بھی منظور و مقبول فرمائے۔

قادیانی عبادت گاہ پر حملہ

منڈی بہاؤالدین کے نواحی گاؤں مونگ میں 17 اکتوبر کی صبح قادیانی عبادت گاہ پر تین نامعلوم موٹر سائیکل سواروں کی فائرنگ سے آٹھ قادیانی ہلاک اور بیس زخمی ہوگئے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق موضع مونگ میں واقع قادیانی عبادت گاہ بیت الذکر میں فجر کے وقت متعدد قادیانی اپنی عبادت میں مصروف تھے کہ تین نامعلوم افراد نے ان پر اندھا دھند فائرنگ شروع کردی۔ مرنے والوں میں پانچ افراد کا تعلق ایک ہی خاندان سے بتایا جاتا ہے۔ صدر مملکت جنرل پرویز مشرف اور وزیراعظم شوکت عزیز کی جانب سے دہشت گردی کے اس واقعہ کی مذمت کی گئی ہے۔ ملزمان کی گرفتاری کے لئے حکام بالا کو ہدایت کی گئی ہے اور متاثرہ خاندان سے اظہار تعزیت کیا گیا ہے۔ پنجاب کے وزیراعلیٰ پرویز الٰہی نے قادیانی عبادت گاہ پر فائرنگ کے واقعہ پر گہرے دکھ اور رنج والم کا اظہار کیا ہے۔ وزیراعلیٰ نے ہلاک شدگان کے لواحقین کے لئے ایک ایک لاکھ روپے جبکہ زخمیوں کے لئے پچاس ہزار روپیہ فی کس دینے کا اعلان کیا ہے۔ ملک بھر کی مقتدر سیاسی دینی شخصیات نے دہشت گردی کے اس واقعہ کی پرزور مذمت کی ہے۔

دہشت گردی کسی مذہب کے خلاف ہو یا مسلک کے خلاف قابل مذمت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ملک کے اہم سیاسی دینی قائدین نے کھلے دل کے ساتھ اس واقعہ کی مذمت کی ہے۔ قادیانی عبادت گاہ پر حملہ کا یہ پہلا واقعہ ہے جس میں آٹھ قادیانی ہلاک ہوئے۔ جبکہ ہلاک شدگان میں ایک ہی خاندان کے پانچ افراد شامل ہیں۔ قادیانی گروہ مسلمانوں کے بالمقابل علیحدہ قوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ 1974ء کی پارلیمنٹ نے ایک آئینی ترمیم کے ذریعہ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔ بعد ازاں 1984ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس کے ذریعہ انہیں مسلمانوں کی طرز پر عبادت گاہیں' اذان' کلمہ سے روک دیا گیا تھا۔ اپنے مخصوص مذہبی عقائد اور مسلمانوں کے بالمقابل دینی تشخص کے باوجود قادیانی جماعت نے نہ تو 1974ء کا پارلیمنٹ کا فیصلہ قبول کیا اور نہ ہی امتناع قادیانیت آرڈیننس کو تسلیم کیا۔ حالانکہ قادیانیوں کے کفر پر وفاقی شرعی عدالت' سپریم کورٹ' مختلف صوبائی کورٹس نے پارلیمنٹ کے تاریخی فیصلہ پر مہر تصدیق ثبت کردی۔ قادیانی اس کے باوجود اپنے آپ کو مسلم کہلوانے اور مسلمانوں کی صفوں میں گھسنے کی ناپاک جسارت کرتے ہیں۔

قادیانی جماعت آئین اور قانون سے بغاوت کے باوجود اور ان کی مذموم تبلیغی سرگرمیوں کے باوجود قادیانی گروہ کے خلاف میدان عمل میں سرگرم جماعتوں' تنظیموں نے کبھی اشتعال انگیزی اختیار نہیں کی۔ چناب نگر قادیانیوں کا ہیڈ آفس ہے۔ ان کی عمارات پر کلمہ طیبہ کے آویزاں بورڈ' امتناع قادیانیت آرڈیننس کی کھلی خلاف ورزی کے زمرے میں آتے ہیں۔ یہ آئین اور قانون کی دھجیاں اڑانے کے مترادف ہے۔

قادیانیوں کے اسی مرکز میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہر سال سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کرتی ہے۔ جس میں ملک بھر سے ہزاروں عاشقان مصطفی ﷺ شریک ہوکر عقیدہ ختم نبوت سے قلبی وابستگی کا اظہار کرتے ہیں۔ قادیانی جماعت کی مسلسل قانون شکنی اور اشتعال انگیزیوں کے باوجود عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے صبر وتحمل اور بردباری سے کام لیا ہے۔ ورنہ ایسے موقع پر حکومت اور انتظامیہ پر دباؤ ڈال کران کی جانب سے لکھے گئے کلمے مٹوائے جاسکتے ہیں۔ قادیانیوں کو 90 سال کی طویل جدوجہد کے نتیجہ میں غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا گیا۔

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں دس ہزار مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ 1974ء کی تحریک میں نصف صد مسلمان شہید ہوئے۔ جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ تحریک ختم نبوت کے اولین قائدین پرامن جدوجہد کے قائل تھے۔ وہ خون لے کر نہیں خون دے کر مقدس مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے والے تھے۔

وطن عزیز ایک طویل عرصہ تک مذہبی دہشت گردی میں مبتلا رہا ہے۔ ابھی تک وہ سلسلہ جاری ہے۔ خاص طور پر مساجد اور امام بارگاہوں کو دہشت گردی کا نشانہ بنایا گیا۔ ہزاروں افراد مارے گئے اور ہزاروں ہی متاثر ہوئے۔ دہشت گردی کے اس دور میں کبھی کسی قادیانی عبادت گاہ کو نہ تو نشانہ بنایا گیا اور نہ ہی قادیانی جماعت کے قائدین میں سے کسی کو ہلاک کیا گیا۔ موضع مونگ منڈی بہاؤالدین کا نواحی گاؤں ہے۔ منڈی بہاؤالدین کبھی بھی قادیانی مسلم کشیدگی کا پوائنٹ نہیں بنا۔ یکا یک ایسے مقام پر دہشت گردی کے واقعہ کا رونما ہونا حکومت اور انتظامیہ کے لیے فکر یہ رکھتا ہے۔

بلاشبہ اس واقعہ کے ملزمان منظر عام پر آنے چاہئیں۔ حکام بالا اور پولیس افسران کو بلاوجہ بعض مخصوص علمائے کرام کو شامل تفتیش کرنا مناسب نہیں۔ تفتیشی افسران کو علم ہونا چاہئے کہ قادیانی جماعت اندر سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ قادیانی جماعت کے اندر گروہ بندی ہے اور قادیانی جماعت کے اندرونی اختلافات منظر عام پر موجود ہیں۔ قیادت کے جھگڑے نے قادیانی جماعت کا شیرازہ بکھیر دیا ہے۔

ہم ان تفصیلات میں گئے بغیر حکام بالا سے یہ بھی عرض کریں گے کہ وہ اس امر پر بھی غور کریں کہ بقوعہ میں ایک ہی خاندان کے پانچ افراد مارے گئے ہیں۔ کہیں یہ ذاتی دشمنی کا شاخسانہ تو نہیں؟۔ ہم حکومت' انتظامیہ اور پولیس حکام سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے تفتیش کریں گے اور اصل حقائق کو منظر عام پر لائیں گے۔

لوگوں کو بیرون ملک بھجوانے والا قادیانی ایجنٹ گرفتار

بعض اخباری اطلاعات کے مطابق اس وقت قادیانی ایجنٹ لوگوں کو یورپ بھجوانے کے بہانے ان سے لاکھوں روپے اینٹھ رہے ہیں۔ جبکہ یورپ بھجوانے کے لئے یہ ایجنٹ ان حضرات کو قادیانی ظاہر کرتے ہیں اور اس

حوالے سے ان کا نیا شناختی کارڈ اور دیگر دستاویزات بنواتے ہیں جس سے بعدازاں قادیانی اپنی تعداد میں اضافے کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں۔ اس سلسلہ میں قادیانی ایجنٹ کی گرفتاری کی خبر ملاحظہ فرمائیں۔

''کراچی...... ایف آئی اے نے مسلمانوں کو قادیانی ظاہر کر کے بیرون ملک لے جا کر سیاسی پناہ دلوانے والے قادیانی فرقے کے ایک رہنما کو گرفتار کر لیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق ایف آئی اے پاسپورٹ سرکل کے ڈپٹی ڈائریکٹر محمد مالک کو گل رحمٰن نامی شخص نے شکایت کی تھی کہ کراچی کے ایک فائیو سٹار ہوٹل میں مقیم مرزا فرید احمد نامی شخص نے اسے برطانیہ بھجوانے کا جھانسہ دے کر تیرہ لاکھ پچاس ہزار روپے وصول کئے ہیں۔ لیکن نہ تو اسے برطانیہ بھجوایا اور نہ ہی اس کی رقم واپس کی۔ مذکورہ شکایت پر ایف آئی اے پاسپورٹ سیل کے سب انسپکٹر سراج پنہور نے مذکورہ ہوٹل پر چھاپہ مار کر مرزا فرید احمد کو گرفتار کر لیا۔ ملزم سے ابتدائی تفتیش میں معلوم ہوا ہے کہ گزشتہ پانچ سال سے مذکورہ ہوٹل میں اس کا کمرہ بک ہے۔ ملزم قادیانی فرقے کا ایک اہم رہنما ہے جو سینکڑوں افراد کو قادیانی ظاہر کر کے جماعت میں بیرون ملک لے جا چکا ہے۔ بعدازاں ان افراد نے بیرون ملک جا کر سیاسی پناہ کی درخواست دے دی ہے۔ ذرائع کے مطابق ملزم لوگوں کو کینیڈا' امریکا' جرمنی' برطانیہ کے علاوہ دیگر یورپی ممالک لے کر جاتا تھا۔ ملزم کے متعدد سفارت خانوں میں اچھے مراسم ہیں جس کے باعث وہ آسانی سے ویزا حاصل کر لیتا تھا۔ مقامی عدالت نے ملزم کو 26 ستمبر تک ریمانڈ پر ایف آئی اے کے حوالے کر دیا ہے۔''

(روزنامہ امت کراچی 22 ستمبر 2005ء)

پاکستان میں یہ واقعات نئے نہیں۔ اس سے قبل عیسائیوں اور توہین رسالت کے بعض ملزمان کی یورپ روانگی اور اس سلسلے میں این جی اوز کے بھیانک کردار کی خبریں بھی اخبارات میں شائع ہوتی رہی ہیں۔ قادیانی' عیسائی' یہودی اور این جی اوز ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ ان کے نام مختلف ہیں۔ لیکن ان کا کام ایک ہی ہے اور وہ ہے اسلام کی بنیادوں کو ڈھانے کی کوشش کرنا۔ ان تمام گروہوں کا اگر تجزیہ کیا جائے تو ان کا طریقہ واردات ایک دوسرے سے ملتا جلتا دکھائی دیتا ہے۔ روپے پیسے کا لالچ دینا' بیرون ملک بھجوانے کا جھانسہ دینا' نوکری اور چھوکری کا لالچ دینا' اور اس کے بدلے ایمان کا سودا کرنے کی ترغیب دینا ان کا بنیادی طریقہ کار ہے۔ اگر مسلمان غور کریں تو انہی حربوں کے ذریعہ ان پر ان گروہوں کا باطل ہونا کھل جائے گا۔

ہم اس موقع پر مسلمانوں سے یہ کہنا چاہیں گے کہ وہ اپنی اولاد پر نظر رکھیں کہ کہیں وہ بیرون ملک جانے کے چکر میں پڑ کر کسی قادیانی کذاب کے ہاتھوں اپنی متاع ایمان ہی سے محروم نہ ہو جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ان

قزاقوں کا قلع قمع کرنے اور مسلمانوں کو قادیانی بنا کر بیرون ملک بھیجنے والے ان سارقین ایمان کے خلاف عملی جہاد میں شرکت کریں اور اس قسم کے گروہوں کی اطلاعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر مسلمانوں کے ایمان کے تحفظ کا فریضہ انجام دیں۔ تاکہ قیامت کے دن آپ حضرات کا یہ عمل انشاء اللہ! باعث نجات ہو۔ اس کے علاوہ ہم حکومت پاکستان سے بھی یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ قادیانیوں کے اس فراڈ کا فوری طور پر نوٹس لے اور ان کے خلاف سخت ایکشن لے۔

(اس بارہ میں تفصیلی مضمون انشاء اللہ العزیز! ماہنامہ لولاک کے آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمایئے گا)

ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی شاندار کامیابی

الحمدللہ! 29-30 ستمبر کو چناب نگر میں منعقد ہونے والی سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس انتہائی کامیاب رہی۔ کانفرنس کی صدارت حسب سابق شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے کی۔ کانفرنس میں حاضرین کی بھرپور شرکت' مقررین کی پرجوش تقریروں اور قائدین کے پرعزم خطابات نے یہ ثابت کردیا کہ تمام مکاتب عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے سدباب کے لئے ہمیشہ متحد رہیں گے۔ کانفرنس سے متحدہ مجلس عمل کے رہنما حضرت مولانا فضل الرحمن سمیت ملک بھر کے ممتاز علمائے کرام ومشائخ عظام نے خطاب کیا۔

علمائے کرام نے اپنی تقریروں میں عقیدہ ختم نبوت پر روشنی ڈالتے ہوئے اسلام میں اس کی مرکزی حیثیت کو واضح کیا۔ انہوں نے ثابت کیا کہ حضور اکرمﷺ سے لے کر آج تک پوری امت محمدیہ کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور اکرمﷺ آخری نبی ہیں اور آپﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضورﷺ کے فرمان کے مطابق اس وقت آسمانوں پر زندہ موجود ہیں اور قیامت سے قبل دجال کو قتل کرنے کے لئے آسمانوں سے زمین پر نازل ہوں گے۔

علمائے کرام نے قادیانیوں کے دجل اور فریب کا پردہ چاک کرتے ہوئے عوام الناس پر واضح کیا کہ قادیانیت کسی مذہبی تحریک کا نام نہیں۔ بلکہ یہ انگریز سامراج کا لگایا ہوا خودکاشتہ پودا ہے۔ جسے انگریز نے برصغیر کے مسلمانوں کے ایمانوں پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے کاشت کیا تھا۔ قادیانیوں نے ہر دور میں اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی اور موجودہ دور میں بھی وہ اسلام دشمن قوتوں کے گماشتوں کا کردار ادا کررہے ہیں۔ انہوں نے قادیانیت کو اس کے منطقی انجام سے دوچار کرنے اور قادیانی سرگرمیوں کے آگے بند باندھنے کا عزم کیا۔ کانفرنس میں شرکت کے لئے پورے ملک سے آنے والے وفود اور قافلوں نے والہانہ انداز میں عقیدہ ختم نبوت سے دیرینہ وابستگی اور قادیانیت سے بیزاری کا ثبوت فراہم کیا۔

حضرت مولانا خدا بخشؒ بھی چل بسے

چناب نگر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس اپنے عروج پر تھی کہ حضرت مولانا خدا بخشؒ کے سانحہ ارتحال کی خبر پہنچی۔ عالمی مجلس کے تمام مبلغین اور جماعتی کارکن اپنے اپنے فرائض منصبی ادا کر رہے تھے جب یہ المناک خبر بجلی بن کر گری۔ ہر طرف اداسی چھا گئی۔ سرگرم عمل مبلغین کے چہرے مرجھا گئے اور وہ ایک دوسرے سے تعزیت کرنے لگے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ایک ہنگامی اجلاس حضرت الامیر خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں حضرت مولانا خدا بخشؒ کی وفات پر گہرے دکھ اور رنج والم کا اظہار کیا گیا۔ اجلاس میں حضرت مولانا مرحوم کی جماعتی خدمات کو سراہا گیا۔ حضرت الامیر نے حضرت مولانا خدا بخشؒ کے ایصال ثواب اور بلندی درجات کے لئے دعا کروائی۔ کانفرنس کے رات کے اجلاس میں حضرت صاحبزادہ عزیز احمد نے ایک تعزیتی قرارداد پیش کی جس میں حضرت مولانا خدا بخشؒ کے انتقال پر گہرے دکھ اور صدمہ کا اظہار کیا گیا۔ جبکہ بعض مقررین نے حضرت مولانا خدا بخشؒ کو شاندار الفاظ میں خراج عقیدت بھی پیش کیا۔

حضرت مولانا خدا بخشؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سینئر ترین مبلغ اور کامیاب مناظر تھے۔ حضرت مولانا مرحوم نے تمام زندگی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں گزاری۔ قادیانی فتنہ کے احتساب میں ان کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ پرخلوص جماعتی وابستگی اور مشنری جذبہ کے باعث انہیں جماعت میں ممتاز مقام حاصل تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں حضرت مولانا محمد حیاتؒ فاتح قادیان، حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کے بعد مناظرہ کے میدان میں انہیں مستند حیثیت حاصل تھی۔ حضرت مولانا خدا بخشؒ نے دارالعلوم کبیر والا سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد کچھ عرصہ تک مدرسہ تعلیم الابرار ملتان میں درس وتدریس کی خدمات سرانجام دیں۔ قدرت نے قادیانیت کے محاسبہ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ان کا انتخاب کر رکھا تھا۔ چنانچہ حضرت مولانا خدا بخشؒ جلد ہی حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی ترغیب پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ ہوگئے اور آخری دم تک مجلس سے وابستہ رہے۔ حضرت مولانا خدا بخشؒ نے ڈیرہ غازی خان، بہاول پور، بہاول نگر کے اضلاع میں بطور مبلغ کے جماعتی فرائض سرانجام دیئے۔ ان علاقوں میں نہ صرف قادیانیت کا تعاقب کیا بلکہ جماعت کو بھی منظم اور مستحکم کیا۔ بعد ازاں حضرت مولانا خدا بخشؒ کو چناب نگر میں تعینات کیا گیا۔ ابھی چناب نگر جو اس وقت ربوہ کہلواتا تھا قادیانیوں کا ہیڈ آفس تھا۔ قادیانی جماعت یہاں سیاہ وسفید کی مالک تھی۔ قادیانی جماعت نے ریاست در ریاست کا نظام رائج کر رکھا تھا۔ حضرت مولانا خدا بخشؒ نے بے خوف وخطر دعوت وتبلیغ کے کام کو جاری رکھا۔ جب 1974ء میں قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے اور بعد میں مسلمانوں کے پرزور مطالبہ پر ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا گیا تو قادیانیوں کے کفرزار میں پہلی تعمیر ہونے والی مسجد میں امامت کا اعزاز بھی حضرت مولانا خدا بخشؒ کو حاصل ہوا۔ وہ مسجد آج بھی چناب نگر کی عدالتوں

کے احاطہ میں موجود ہے جو حضرت مولانا خدا بخشؒ کی یاد دلاتی رہے گی۔ 1974ء میں نشتر میڈیکل کالج کے طلباء کو چناب نگر (سابقہ ربوہ) ریلوے اسٹیشن پر غنڈہ گردی کا نشانہ بنایا گیا۔ قادیانیوں کی دہشت گردی کے نتیجہ میں تحریک چلی اور قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ نے اسی ریلوے پلیٹ فارم کے ساتھ بڑی مسجد تعمیر کرنے کی تحریک پیدا کی۔ چنانچہ اس مسجد کی تعمیر کی نگرانی کا کام بھی حضرت مولانا خدا بخشؒ کے سپرد کیا گیا۔ جو انہوں نے جانفشانی کے ساتھ اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

حضرت مولانا خدا بخشؒ کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار اوصاف و کمالات سے نوازا تھا۔ زبان و بیان میں سادگی اور گفتگو میں متانت تھی۔ حضرت مولانا مرحوم ایک کامیاب مناظر تھے۔ انہوں نے فن مناظرہ حضرت مولانا محمد حیاتؒ فاتح قادیان سے سیکھا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ مناظرہ کے شعبہ میں اپنے استاد کا عکس اور پرتو تھے۔ دھیمے انداز میں منطقی طور پر قادیانیت کے رد میں ایسے دلائل و براہین کی روشنی میں گفتگو کرتے کہ مدمقابل کو بے بس کر دیتے۔ قادیانی مناظروں نے حضرت مولانا خدا بخشؒ سے طبع آزمائی کی اور منہ کی کھائی۔ بے شمار قادیانیوں کو حضرت مولانا خدا بخشؒ نے ناصحانہ انداز میں قادیانی مذہب کی حقیقت سے روشناس کر کے مشرف بہ اسلام کیا۔ ان کی بخشش و مغفرت اور آخرت کی سرخروئی کے لئے یہی سامان کافی ہے۔

حضرت مولانا خدا بخشؒ نے 1974ء اور 1984ء کی تحاریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا۔ دونوں تحریکوں میں ملک بھر کے طوفانی دورے کئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ہدایت پر مختلف جماعتوں کے قائدین سے مذاکرات کئے اور رابطہ قائم رکھا۔ حضرت مولانا خدا بخشؒ اول و آخر مجلس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پرخلوص مبلغ تھے۔ انہیں بعض دینی جماعتوں میں اعلیٰ عہدے کی پیشکش بھی ہوئی۔ لیکن وہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تادم زیست وابستہ رہے۔

حضرت مولانا خدا بخشؒ شوگر کے مریض تھے۔ بیماری اور کمزوری کے باوجود سفر اور جماعتی پروگراموں میں شرکت کرتے رہے۔ جب بیماری نے زور پکڑا تو حضرت مولانا مرحوم گھر جانے کی بجائے ملتان دفتر مرکزیہ میں بیٹھ کر جماعتی امور سرانجام دیتے رہے۔

حضرت مولانا خدا بخشؒ متین، فطین، ہنس مکھ، بامروت، مہمان نواز، ہمدرد، غمگسار اور انتہائی شفیق انسان تھے۔ انہوں نے کبھی اپنے آپ کو بڑا ثابت کرنے کی کوشش نہیں کی۔ جونیئر مبلغین کے ساتھ ان کا رویہ انتہائی مشفقانہ ہوتا۔ حضرت مولانا خدا بخشؒ کے انتقال سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک منجھے ہوئے مبلغ اور مناظر سے محروم ہوگئی ہے۔ حضرت مولانا خدا بخشؒ بے لوث، مخلص، ایماندار اور پیہم جدوجہد کرنے والے مبلغ تھے۔ حضرت مولانا خدا بخشؒ آنے والے مبلغین کے لئے ایک نمونہ تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائیں۔ آمین!

مولانا محمد منظور نعمانیؒ

آخرت کا عقیدہ...... عقل سلیم اور قرآن کریم کی روشنی میں!

آخرت کا عقیدہ بھی خدا کی ہستی کے عقیدہ کی طرح دین و مذہب کی اہم بنیاد ہے۔ اگر مان لیا جائے کہ انسان کی زندگی بس یہی دینوی زندگی ہے اور اس کے بعد اعمال کی جزا اور سزا کا کوئی عالم نہیں ہے تو پھر انسان کو کسی دین اور کسی مذہبی تعلیم کی مطلق ضرورت نہیں۔ پھر تو اس کا مذہب بس یہ ہونا چاہئے کہ:

بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

عقیدہ آخرت کی اسی اہمیت کی وجہ سے قرآن پاک میں جابجا ''ایمان باللّٰہ'' اور ''ایمان بالیوم الآخرہ۔'' کا ذکر ساتھ ساتھ کیا گیا ہے۔ کہیں ارشاد فرمایا گیا کہ: ''یومنون باللّٰہ وبالیوم االاخر'' اور کہیں فرمایا گیا کہ: ''من آمن باللّٰہ والیوم الاخر۔''

آخرت کے عقیدہ کا مطلب یہ ہے کہ اس بات کا یقین کیا جائے کہ اس دنیا کی زندگی کے بعد ایک اور زندگی اور ایک اور عالم آنے والا ہے اور وہاں انسان کو اس دنیا میں کئے ہوئے اس کے اچھے اور برے اعمال کی جزا اور سزا ملے گی۔ آخرت کی اجمالی حقیقت اتنی ہی ہے اور اس کو عقل سلیم بھی ضروری سمجھتی ہے۔ انسان اگر غور و فکر سے کام لے تو یہاں تک اس کی عقل بھی پہنچا دیتی ہے کہ اس دینوی زندگی کے بعد ایک اور ایسا عالم ہونا چاہئے جہاں انسانوں کو ان کے اچھے اور برے اعمال کی جزا اور سزا ملے گی۔ کیونکہ اس دنیا میں برائی اور بھلائی تو موجود ہے۔ لیکن اس کی سزا اور جزا جو اللہ تعالیٰ کی صفت عدل کا لازمی تقاضا ہے یہاں نہیں ملتی۔ اس لئے کسی اور ایسی زندگی کا ہونا ضروری ہے جس میں نیک بختوں کو ان کی نیکوکاریوں کی جزا اور مجرموں کو ان کی مجرمانہ بدکرداریوں کی سزا ملے۔

اس کو ذرا تفصیل سے یوں سمجھئے کہ اس دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے پیشہ ور مجرم عمر بھر بڑے ظلم اور پاپ کرتے ہیں۔ لوگوں کی جان و مال پر ڈاکے ڈالتے ہیں۔ بندگان خدا کے حق مارتے ہیں۔ کمزوروں اور غریبوں کو ستاتے ہیں۔ رشوتیں لیتے اور خیانتیں کرتے ہیں اور عمر بھر عیش کرتے ہوئے بلکہ اولاد کے لئے بھی عیش و عشرت کا بہت کچھ سامان چھوڑ کے اس دنیا سے چلے جاتے ہیں اور اس کے برعکس اللہ کے بہت سے بندوں کو اس حال میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ وہ بیچارے بڑی پرہیزگاری اور پارسائی کی زندگی گزارتے ہیں۔ کسی پر ظلم نہیں کرتے۔ کسی کے ساتھ دغا اور دھوکہ نہیں کرتے۔ کسی کا حق نہیں مارتے۔ اللہ کی عبادت بھی کرتے ہیں۔ اس کی مخلوق کی خدمت بھی کرتے ہیں۔ اس کے باوجود طرح طرح کی تکلیفوں اور پریشانیوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ غربت و افلاس اور بیماریوں

کا سلسلہ رہتا ہے اور اسی حال میں زندگی کے دن پورے کر کے بے چارے اس دنیا سے چلے جاتے ہیں اور انہیں دیکھا جاتا ہے کہ ان کی اس نیکی اور پارسائی کا کوئی بھی صلہ اس دنیا میں ان کو ملا............ تو اگر اس دنیوی زندگی کے بعد بھی کوئی اور ایسا عالم اور ایسی زندگی نہ ہو جہاں ان نیکوکاروں اور بدکرداروں کو اپنے اپنے کیے کی جزا اور سزا ملے تو یقیناً خدا پر الزام آئے گا کہ اس کے یہاں دنیا کی بے انصاف حکومتوں سے بھی زیادہ اندھیرا ہے اور ظاہر ہے کہ کوئی سلیم عقل اس کو قبول نہیں کر سکتی۔

اللہ رب العزت کی ہستی تو بہت بلند ہے۔ وہ تو مالک الملک اور احکم الحاکمین ہے۔ یہ طرز عمل تو کسی بھلے آدمی کے بھی شایان شان نہیں کہ وہ شریفوں اور شریروں اور پرہیزگاروں اور پیشہ ور مجرموں کو ایک نظر سے دیکھے اور سب کے ساتھ یکساں برتاؤ کرے۔ قرآن مجید نے اسی بات کو اپنے بلیغ معجزانہ انداز اور نہایت مختصر الفاظ میں اس طرح کہا ہے کہ:

’’افنجعل المسلمین کالمجرمین ۰ مالکم کیف تحکمون ۰ القلم ‘‘ترجمہ:......’’کیا ہم اپنے فرمانبردار بندوں کو مجرموں نافرمانوں کی طرح کر دیں گے اور دونوں گروہوں کے ساتھ یکساں معاملہ کریں گے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تم کیسی بات کرتے ہو۔‘‘

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے کہ:’’ام نجعل الذین آمنوا وعملوا الصالحات کالمفسدین فی الارض ۰ ام نجعل المتقین کالفجار ۰ ص ‘‘ترجمہ:......’’کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک اعمال کیے ان لوگوں کے برابر کر دیں گے جو دنیا میں فساد برپا کرتے پھرتے ہیں۔ کیا ہم پرہیزگاروں اور بدکرداروں کے ساتھ یکساں برتاؤ کریں گے۔ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔‘‘

ایک تیسری جگہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ:’’ام حسب الذین اجتنبوا السیٔات ان نجعلهم کالذین آمنوا وعملو الصالحات سواء محیاهم ومماتهم ساء مایحکمون ۰ الجاثیه ‘‘ ترجمہ:......’’یہ مجرمین جنہوں نے بدکاریوں کو اپنا پیشہ بنالیا ہے کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم ان کو اپنے ان نیک بندوں کی طرح کر دیں گے جو ایمان لائے اور جنہوں نے اعمال صالحہ کیے اور دونوں گروہوں کا انجام اور جینا مرنا یکساں ہوگا۔ اور اپنے اپنے اعمال کا ان کو کوئی بدلہ نہیں ملے گا۔ بالکل غلط اور بے ہودہ ہے ان کا یہ خیال۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔‘‘

بہرحال عقل بھی کہتی ہے اور قرآن حکیم کا بھی ارشاد ہے کہ نیکوکاروں اور پرہیزگاروں کو ان کی نیکوکاری اور پرہیزگاری کی اور مجرموں اور بدکاروں کو ان کی بدکرداری کی جزا اور سزا ملنی ضرور ہے اور جب وہ اس دنیا میں نہیں مل رہی تو اس دنیوی زندگی کے بعد کوئی اور زندگی اور کوئی اور عالم ہونا چاہئے جہاں یہ جزا اور سزا ملے اور اللہ

تعالیٰ کی صفت عدل کا تقاضا پورا ہو۔ بس وہی عالم آخرت ہے۔

ہاں! یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ اچھے اور برے اعمال کی جزا اور سزا کو یعنی ثواب اور عذاب کو عالم آخرت کے لئے کیوں موخر کیا گیا اور کیوں نہ اسی دنیا میں اس کا بھی حساب بے باق کر دیا گیا؟۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فرمانبرداروں اور نیکوکار بندوں کو جو صلہ اور انعام دینا چاہتا ہے اور جیسی لذت اور مسرت سے بھرپور غیر فانی زندگی ان کو بخشنا چاہتا ہے جو اس کی شان رحمت اور صفت کریمی کا تقاضا ہے اس کا اس دنیا میں کوئی امکان نہیں ہے اور اسی طرح نافرمان اور باغی وسرکش مجرموں کو وہ سخت سزا اور لرزہ خیز عذاب دینا چاہتا ہے جو اس کی شان جلالی اور صفت قہاری کا تقاضا ہے۔ اس کی برداشت کی بھی ہماری اس دنیا میں طاقت نہیں ہے۔ یعنی وہ ایسا سخت اور المناک ہے کہ اگر اس دنیا میں اس کا ظہور ہو جائے تو یہاں کا سارا چین و آرام ختم ہو جائے۔ یہ پوری دنیا سوخت ہو کر رہ جائے گی۔ ہماری یہ دنیا تو بہت ہی کمزور اور ناپائیدار ہے۔

آخرت کے مقابلہ میں ہماری اس دنیا کی حیثیت بالکل وہ ہے جو ہماری اس دنیا اور اس زندگی کے مقابلہ میں ماں کے پیٹ والی زندگی ہے۔ اس دنیا میں آنے سے پہلے ہر آدمی چند مہینے اپنی ماں کے پیٹ میں رہ کے آیا ہے۔ وہ اس کی سب سے پہلی دنیا تھی اور بڑی محدود دنیا تھی۔ اللہ تعالیٰ اولاد آدم کو جو کچھ عطا فرمانا چاہتا تھا اور جہاں تک پہنچانا چاہتا تھا وہ ماں کے پیٹ والی اس پہلی دنیا میں ممکن نہیں تھا۔ اسی لئے انسان کو اس دنیا میں لایا گیا۔ بالکل اسی طرح سمجھنا چاہئے کہ اس دنیوی زندگی کی نیک کرداری کے صلہ میں اللہ تعالیٰ اپنے فرمانبرداروں پرہیزگار بندوں کو جن انعامات سے نوازنا چاہتا ہے اور لذت سے بھرپور جو غیر فانی زندگی ان کو بخشنا چاہتا ہے اور علیٰ ہذا سرکش مجرموں اور نافرمانوں کو جو سخت سزا اور ابدی عذاب دینا چاہتا ہے وہ ہماری اس فانی دنیا میں ممکن نہیں۔ اس دنیا کے خاتمہ کے بعد عالم آخرت کا برپا ہونا اور جنت و دوزخ کا وجود میں آنا ضروری ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی صفات کمال عدل وانصاف' انعام واحسان رحمت...... اور قہاریت وجباریت کا بھرپور ظہور ہو۔

آخرت کے بارہ میں ہماری عقل کی پرواز بس یہیں تک ہے۔ آگے قیامت' حشر' جنت' دوزخ اور وہاں کے ثواب وعذاب کی تفصیلات بس وحی کے ذریعہ ہی معلوم ہوسکتی ہیں اور قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں ان کا تفصیلی بیان ہے۔

بعض لوگ اپنی عقل کی خامی ونارسائی کی وجہ سے آخرت اور جنت ودوزخ اور وہاں کے ثواب وعذاب کی ان تفصیلات کے بارہ میں جو قرآن مجید وحدیث شریف میں وارد ہوئی ہیں شکوک کا اظہار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ باتیں سمجھ میں نہیں آتیں۔ میں ایسے لوگوں سے کہا کرتا ہوں کہ اگر ایسے بچہ سے جو ابھی اپنی ماں کے پیٹ میں ہے کسی آلہ کے ذریعہ یہ بات کہی جائے کہ اے بچے تو چند روز کے بعد ایک ایسی دنیا میں آنے والا ہے جہاں لاکھوں

میل کی لمبی چوڑی زمین ہے اور اس سے بھی بڑے سمندر ہیں اور آسمان ہے اور چاند سورج اور لاکھوں ستارے ہیں اور وہاں ریلیں دوڑتی ہیں اور ہوائی جہاز اڑتے ہیں اور لڑائیاں ہوتی ہیں جن میں توپیں گرجتی ہیں اور ایٹم بم اور ہائیڈ روجن بم پھٹتے ہیں تو وہ بچہ اگر کسی طرح ان باتوں کو سمجھ بھی لے تو ظاہر ہے کہ اس کے لئے ان باتوں کا یقین کرنا بڑا مشکل ہوگا۔ کیونکہ وہ جس دنیا میں ہے اور جس کو دیکھتا ہے اور جانتا ہے وہ تو اس کے ماں کے پیٹ کی صرف ایک بالشت بھر کی اندھیری دنیا میں ہے۔ جس میں خون اور غلاظت کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ لیکن چند دن کے بعد جب وہ بچہ اللہ کے حکم سے اس دنیا میں آئے گا اور کچھ دیکھنے سمجھنے کے قابل ہوگا تو وہ سب کچھ دیکھ لے گا اور یقین کرے گا جو ماں کے پیٹ والی دنیا میں اس کے لئے ناقابل فہم اور اس کی سمجھ سے بالاتر تھا۔ بالکل ایسا ہی معاملہ آخرت کے بارہ میں اس دنیا کے انسانوں کا ہے۔ آخرت کے عالم میں پہنچ کر سب انسان وہ سب کچھ دیکھ لیں گے جو اللہ تعالیٰ کی کتابوں نے اور اس کے پیغمبروں نے آخرت کے بارہ میں بتایا ہے اور جس کا نہایت مستند واضح اور مفصل بیان قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں محفوظ ہے۔

آخرت کے عقیدہ کے سلسلہ میں آخری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ انسان کو برائیوں اور بداخلاقیوں سے بچانے کی جتنی طاقت آخرت کے یقین میں ہے اتنی کسی دوسری چیز میں نہیں ہے۔ بے شک حکومت کا قانون اور تہذیبی ترقی یا برائی بھلائی کا فطری احساس اور نفس کی شرافت بھی انسان کو برائیوں اور بداخلاقیوں سے بچانے والی چیزیں ہیں۔ لیکن یہ اتنی موثر اور کارگر نہیں ہوتیں جتنا کہ مرنے کے بعد کی جزا اور سزا کا یقین اور آخرت پر ایمان۔ بشرطیکہ زندہ یقین اور حقیقی ایمان ہو صرف نام کا ایمان اور بے جان عقیدہ نہ ہو۔

یہ کوئی خالی منطق کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ برائیوں اور بداخلاقیوں کی گنجائش اس معاشرہ میں ہوتی ہے جو آخرت اور مرنے کے بعد خدا کے سامنے پیشی اور جزا اور سزا کے یقین سے خالی ہو۔ ورنہ جن کے دلوں میں یقین وایمان کا نور موجود ہو۔ ان کا حال تو یہ ہوتا ہے کہ وہ بے خیالات اور گناہ کے وسوسوں سے بھی گھبراتے ہیں اور اللہ سے پناہ مانگتے ہیں۔ تاریخ عالم گواہ ہے کہ اس دنیا میں سب سے زیادہ پاکیزہ صاف ستھری اور مذہب ومبارک زندگی ان ہی بندگان خدا کی رہی ہے جو مرنے کے بعد کی پیشی اور آخرت کی جزا اور سزا پر یقین رکھتے تھے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یقین آدمی کو برائی کے ارادہ سے وہاں بھی روکتا ہے جہاں کوئی دیکھنے والا نہ ہو اور دنیا میں کسی قانونی پکڑ اور سزا کا خطرہ نہ ہو۔

الغرض اس دنیا کے خاتمہ کے بعد عالم آخرت کا برپا ہونا اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں اور اس کی کتابوں کی بتائی ہوئی ایک حقیقت بھی ہے اور خود ہماری عقل سلیم کا تقاضا بھی ہے اور اس پر ایمان عقیدہ انسانی دنیا کی ایک بڑی مصلحت بھی ہے۔

مفتی محمد راشد مدنی

حضرات انبیائے کرام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت

پیش نظر مضمون دراصل حضرت مجدد الف ثانی شیخ فاروق احمد سرہندیؒ کے مکتوب مبارک کا ترجمہ ہے' جس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے مقام و مرتبہ کے اعتبار سے افضل ہونے اور آپ کے صاحب لولاک' مقصود کائنات اور امت محمدیہ کے تمام امتوں سے افضل ہونے کا ذکر خیر موجود ہے' پڑھیے اور ایمان کو جلا بخشئے۔

جس کی طرف سے مکتوب آیا' اس کو سلام و دعا کے بعد جواباً تحریر ہے:

سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ بے سروسامان فقیر اس کے جواب میں اس کے سوا اور کیا لکھے' عربی عبارت میں چند فقرے جو جد بزرگوار خیر العرب صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں ماثور ہیں' لکھ دے اور اس سعادت نامہ کو اپنی آخرت کی نجات کا وسیلہ بنائے اور اس سے مقصود یہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و تعریف کرے' بلکہ مقصود یہ ہے کہ اپنے کلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس تذکرہ سے آراستہ و مزین کرے۔

ما ان مدحت محمداً بمقالتی

لکن مدحت مقالتی بمحمد

حق ادا ہو نہیں سکتا' محمدؐ کی ستائش کا

مگر مقبول ہوگا اس کی برکت سے سخن میرا

یعنی میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کا حق ادا نہیں کرسکتا' لیکن آپ کے نام نامی سے اپنے کلام کو مزین اور آراستہ کرتا ہوں۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم کی اولاد کے سردار ہیں' اور قیامت کے روز آپ کے تابع اور فرمانبردار تمام انبیائے کرام کے تابع اور فرمانبرداروں سے زیادہ ہوں گے' اور آپؐ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب اولین و آخرین سے زیادہ بزرگ و معزز ہیں' آپ قیامت کے روز سب سے پہلے قبر مبارک سے باہر تشریف لائیں

گے اور آپ ہی سب سے اول شفاعت کریں گے اور سب سے پہلے آپ ہی کی شفاعت قبول کی جائے گی اور آپ ہی سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے' پس اللہ تعالیٰ آپ کے لئے جنت کا دروازہ کھول دے گا' اور آپ ہی قیامت کے روز لوائے حمد (اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش کا جھنڈا) اٹھانے والے ہیں۔ حضرت آدم اور دیگر تمام انبیاء کرام علیہم السلام اس جھنڈے کے نیچے ہوں گے' اور وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی ذات گرامی ہے جس نے فرمایا:

''میں اور میری امت دنیا میں آنے کے اعتبار سے آخر میں ہیں' روز قیامت حساب و کتاب اور جنت میں جانے کے اعتبار سے سبقت میں ہوں گے۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بات بغیر کسی فخر کے کہتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور میں تمام انبیاء و مرسلین کا قائد و پیشرو ہوں اور بلافخر کہتا ہوں کہ میں تمام انبیاء کا خاتم (آخری نبی) ہوں اور میں بلافخر کہتا ہوں کہ میں محمد بن عبداللہ ابن عبدالمطلب ہوں' بے شک جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھ کو سب سے بہتر مخلوق (یعنی انسان) میں پیدا کیا' پھر ان کو دو گروہ (عرب و عجم) بنایا اور مجھے ان میں سے بہترین گروہ (عرب) میں بنایا' پھر ان کو قبیلوں میں تقسیم کیا تو مجھے ان میں سے بہترین قبیلے میں بنایا' پھر ان کو گھروں میں تقسیم کیا تو مجھے ان میں سے بہترین گھر میں پیدا کیا۔ پس میں ذات اور گھر کے لحاظ سے سب مخلوق سے بہتر ہوں اور جب قیامت کے روز لوگ قبروں سے اٹھائیں جائیں گے تو سب سے پہلے میں (قبر سے) باہر نکلوں گا' اور جب تمام بنی آدم حق تعالیٰ کے سامنے گروہ در گروہ پیش ہوں گے تو میں ان سب کا قائد و رہنما ہوں گا اور جب وہ سب خاموش ہوں گے تو میں ان کا خطیب ہوں گا اور جب وہ (جنت میں داخل ہونے سے حشر میں) روک دیے جائیں گے تو میں ان کا شفیع ہوں گا اور جب (دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے جوابوں سے) ناامید ہو جائیں گے تو میں ان (شفاعت کی) بشارت دینے والا ہوں گا۔

اس دن کرامت (بزرگی) اور جنت کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی اور لوائے حمد بھی میرے ہاتھ میں ہوگا' اور میں اپنے رب کے نزدیک تمام اولاد آدم میں سب سے بزرگ ہوں اور جب قیامت کا دن ہوگا تو میں تمام انبیائے کرام کا امام اور ان کا خطیب اور ان کی شفاعت کرنے والا ہوں گا اور مجھے اس بات پر فخر نہیں ہے۔

اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی نہ ہوتی تو حق تعالیٰ خلقت کو پیدا نہ فرماتا اور اپنی ربوبیت ظاہر نہ

فرماتا اور آپ علیہ السلام اس وقت نبی تھے جبکہ آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی کے درمیان تھے (یعنی آدم علیہ السلام ابھی پیدا نہ ہوئے تھے آپ علیہ السلام اس وقت بھی نبی تھے)۔

نہیں ہے خوف کچھ عصیاں کا اس کو

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جس کا پیشوا ہو

پس بے شک سید البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کرنے والے تمام امتوں سے افضل ہیں' آیت: ''کنتم خیر امۃ اخرجت للناس ۔''(تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام امتوں سے بہتر ہو جو عالم میں بھیجی گئیں) ان پر صادق آتی ہے اور اس پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلانے والے نبی آدم میں سب سے بدتر ہیں...... دیکھئے کس خوش نصیب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روشن و بلند سنت کی پیروی نصیب فرماتے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ شریعت کی پیروی سے سرفرازی بخشتے ہیں۔

آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین حق کی تصدیق کرتے ہوئے تھوڑا سا عمل بھی بجالانا عمل کثیر کے برابر شمار ہوتا ہے۔

اصحاب کہف نے یہ اعلیٰ درجات صرف ایک ہی نیکی کے ذریعے سے حاصل کئے ہیں اور وہ نیکی یہ تھی کہ وہ دشمنان دین کے غلبہ کے وقت نور ایمان و یقین کے ساتھ حق تعالیٰ کے دشمنوں (کے مقام) سے ہجرت کر گئے تھے۔ مثلاً دشمنوں اور مخالفوں کے غلبہ کے وقت اگر سپاہی تھوڑا سا بھی تردد کریں تو وہ اس قدر نمایاں اور معتبر ہوتا ہے کہ امن کی حالت میں اس سے کئی گنا تردد بھی معتبر نہیں ہوتا' نیز چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رب العالمین کے محبوب ہیں' اس لئے آپ کی اطاعت اور متابعت کرنے والے بھی عنداللہ محبوبیت کے درجہ کو پہنچ جاتے ہیں۔

(بقیہ عقیدہ ختم نبوت)

دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی.......... میں اس کی پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں.......... میں تو خدا تعالیٰ کی وحی کی پیروی کرنے والا ہوں جب تک مجھے اس سے علم نہ ہوا میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں میں نے کہا اور جب مجھ کو اس کی طرف سے علم ہوا تو میں نے اس کے مخالف کہا۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۴۹'۱۵۰' خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۳'۱۵۴)

مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ عبارت اپنے مدعا پر اس قدر صریح ہے کہ کسی مزید تشریح کی حاجت نہیں۔ اس عبارت کے بعد اگر کوئی شخص اس کی مرزا قادیانی کے اس زمانے کی عبارتیں پیش کرتا ہے جب وہ دعوائے نبوت کی نفی کرتے تھے اور جب (بزعم خویش) انہیں اپنے نبی ہونے کا علم نہیں ہوا تھا تو اسے دجل و فریب کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے؟ ۔.......... جاری ہے!

مولانا احمد سعید دہلوی

اللہ جل شانہ کی مغفرت اور رحمت!

۞...... حضرت ابن عباسؓ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں لکھ دی ہیں۔ پھر ان نیکیوں اور برائیوں کو اپنی کتاب میں بھی لکھ دیا ہے۔ پس جو شخص نیکی کا پختہ ارادہ کرلے مگر وہ نیکی اس سے واقع نہ ہو تب بھی اللہ تعالیٰ ایک کامل نیکی اس کے لئے لکھ دیتا ہے اور ارادے کے بعد اگر اس سے نیکی کا وقوع ہو جائے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیوں سے لے کر سات سو تک بلکہ اس سے بھی زیادہ لکھتا ہے اور جو شخص کسی برائی کا ارادہ کرتا ہے مگر اس کو کرتا نہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے بھی ایک کامل نیکی لکھ دیتا ہے۔ اور اگر برائی کا ارادہ کرکے برائی اور گناہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ صرف ایک گناہ لکھتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

۞...... حضرت ابوہریرہؓ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی بندہ گناہ کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ملائکہ کو حکم دیتا ہے کہ جب تک کوئی گناہ اس سے سرزد نہ ہو تب تک صرف ارادے پر اس کے نامہ اعمال میں کوئی گناہ نہ لکھا جائے اور اگر اس سے گناہ ہو جائے تو صرف ایک گناہ لکھا جائے۔ اور اگر یہ میرے خوف سے گناہ کا ارادہ ترک کردے تو اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھ دی جائے اور اگر کسی نیکی کا ارادہ کرے تو اگرچہ وہ نیکی اس بندے سے واقع نہ ہو تب بھی صرف ارادے پر ایک نیکی اس کے نامہ اعمال میں لکھ دو۔ اور اگر ارادہ کرنے کے بعد یہ بندہ وہ نیکی کر بھی لے تو دس نیکیوں سے لے کر سات سو نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھو۔ (بخاری ومسلم)

۞...... حضرت ابوہریرہؓ کی ایک اور روایت میں ہے کہ فرمایا محمد رسول اللہ ﷺ نے کہ ارشاد فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے جب میرا بندہ ارادہ کرتا ہے اور اپنے قلب میں کسی نیکی کرنے کا خیال کرتا ہے تو جب تک وہ نیکی نہ کرے میں ایک نیکی اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیتا ہوں۔ اور جب وہ نیکی کر لیتا ہے تو میں اس کی نیکی کو دس گنا کرکے لکھ دیتا ہوں۔ اور جب کوئی بندہ کسی گناہ کا ارادہ کرتا ہے جب تک وہ گناہ نہ کرلے میں اس کو معاف کر دیتا ہوں اور جب وہ گناہ کرلے تو میں ایک گناہ کو ایک ہی لکھتا ہوں۔ اور گناہ نہ کرے صرف ارادہ کرنے کے بعد اپنے خیال کو ترک کردے تب ایک نیکی لکھ دیتا ہوں کہ اس نے گناہ کو میرے خوف سے ترک کر دیا ہے۔ (مسلم)

ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ نامہ اعمال میں گناہ ایک ہی لکھا جاتا ہے اور نیکی ایک کی دس عام طور پر لکھی جاتی ہیں اور کبھی دس کی بجائے سات سو تک بھی لکھی جاتی ہیں اور کبھی اس سے بھی زیادہ لکھی جاتی ہیں۔ نیز یہ کہ نیکی کے صرف ارادہ پر ہی نیکی لکھ دی جاتی ہے اور گناہ کے ارادہ پر گناہ نہیں لکھا جاتا۔ بلکہ گناہ کرنے کے بعد لکھا جاتا ہے اور اس سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ گناہ کے ارادہ کو ترک کردینے کے بعد بھی ایک نیکی اور نیکی کرنے کے بعد ایک کی دس

اور دس سے لے کر سات سو تک اور کبھی سات سو سے بھی زیادہ۔ اور کسی برے کام کے محض ارادہ کرنے پر کوئی گناہ نہیں۔ اگر گناہ ہو جائے تو صرف ایک گناہ اور اگر گناہ کا ارادہ کرنے کے بعد اس سے باز آ جائے اور گناہ کا خیال ترک کر دے تو ایک نیکی۔

۞...... حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول کریم ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کیا ہے اور میں نے ظلم کو تمہارے لئے بھی حرام کر دیا ہے۔ تم بھی آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کیا کرو۔ اے میرے بندو! تم سب راہ سے بھٹکے ہوئے ہو مگر وہ شخص کہ جس کو میں نے راہ دکھائی۔ تم مجھ سے ہدایت طلب کرو۔ میں تم کو راہ دکھاؤں گا اور تمہاری رہنمائی کروں گا۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو مگر وہ شخص جس کو میں کھانا کھلا دوں۔ تم مجھ سے روزی طلب کیا کرو میں تم کو رزق دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب برہنہ اور ننگے ہو مگر وہ شخص جس کو میں کپڑے پہنا دوں۔ تم سب مجھ سے لباس کی طلب کرو۔ میں تم کو لباس عطا کروں گا۔ اے میرے بندو! تم دن رات خطائیں کرتے ہو اور میں تمام گناہ اور خطائیں بخشا کرتا ہوں۔ سو تم مجھ سے ہی بخشش طلب کیا کرو۔ تاکہ میں تم کو معاف کر دیا کروں۔ اے میرے بندو! تم کو یہ طاقت نہیں کہ تم مجھ کو کوئی نقصان پہنچا سکو۔ نہ تم کو مجھے نفع پہنچانے کی قدرت ہے کہ تم مجھ کو نفع پہنچا سکو۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور پچھلے اور تمہارے انسان اور تمہارے جنات سب کے سب ایک متقی اور پرہیزگار شخص کے قلب کے طرح ہو جائیں تو میری حکومت اور میرے ملک میں کچھ زیادتی نہ ہو جائے گی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور پچھلے اور تمہارے انسان اور تمہارے جنات سب کے سب ایک بہت بڑے گنہگار اور بدکار آدمی کے قلب کی مثل ہو جائیں تو بھی میری حکومت اور میرے ملک میں کچھ کمی نہیں ہو سکتی۔ اے میرے بندو! تمہارے پچھلے اور پہلے اور تمہارے انسان اور تمہارے جنات سب ایک مقام پر جمع ہو کر مجھ سے اپنی اپنی حاجتیں اور مرادیں طلب کریں اور میں ہر شخص کو اس کی مراد عطا کروں اور بیک وقت جملہ مخلوق کے سوال اور حاجتیں پوری کروں تو میرے ان خزانوں میں سے جو میرے پاس ہیں اتنی بھی کمی نہیں ہوگی جیسے کوئی ایک سوئی سمندر میں ڈبو کر نکال لینے سے سمندر میں کمی ہوتی ہے۔ اے میرے بندو! تمہارے تمام اعمال کے شمار کر کے اور گن کر محفوظ رکھتا ہوں اور ان سب اعمال کا تم کو پورا پورا بدلہ دوں گا۔ پس جو شخص بدلے کے وقت خیر اور بھلائی پائے تو اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے اور اس کی خوبیاں بیان کرے اور جو بدلے کے وقت خیر اور بھلائی کے خلاف پائے تو اپنے نفس اور جان کے علاوہ کسی دوسرے کو ملامت نہ کرے۔ (مسلم)

۞...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جو شخص مجھ سے دعا نہیں کرتا مجھے اس پر غصہ آتا ہے۔ (عسکری فی المواعظ)

۞...... حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی بندہ گناہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے عرض کرتا ہے کہ اے میرے رب! میں نے گناہ کیا ہے اس گناہ کو بخش دے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا میرا بندہ یہ جانتا ہے کہ اس

کا کوئی رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا ہے۔ پھر جب تک خدا چاہتا ہے بندہ گناہ سے بچا رہتا ہے۔ پھر یہ بندہ گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے اور مغفرت کی درخواست کرتا ہے کہ اے میرے رب! مجھ سے گناہ ہو گیا۔ آپ اس کو معاف کر دیجئے۔ اللہ تعالیٰ اس درخواست کے جواب میں پھر وہی فرماتا ہے کہ کیا میرا یہ بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور گناہ پر سزا دیتا ہے۔ میں نے اس کو معاف کر دیا۔ اس معافی کے بعد بندہ کچھ زمانہ تک جس کی تعداد اللہ ہی جانتا ہے گناہ سے بچا رہتا ہے۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اے میرے رب! مجھ سے قصور ہو گیا تو اس کو معاف کر دے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا میرا بندہ یہ بات جانتا ہے کہ اس کا پروردگار ہے جو گناہ کو بخش دیتا ہے اور گناہ پر عذاب بھی کرتا ہے۔ میں نے اس بندے کی مغفرت کر دی۔ اس کا جو جی چاہے کرے۔ (بخاری، مسلم)

مطلب یہ ہے کہ گنہگار جب تک استغفار اور توبہ کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو معاف کرتا رہتا ہے۔

✿...... حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول کریم ﷺ نے شیطان رجیم نے حضرت حق کی جناب میں عرض کی کہ مجھے تیری عزت کی قسم جب تک تیرے بندوں کی روح ان کے جسم میں رہے گی میں ان کو بہکاتا رہوں گا اور گمراہ کرتا رہوں گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت اور جلال اور بلند مرتبے کی قسم جب تک میرے بندے مجھ سے استغفار کرتے رہیں گے میں ان کی مغفرت کرتا رہوں گا۔ (احمد)

✿...... حضرت جندبؓ فرماتے ہیں کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ کسی شخص نے قسم کھا کر یوں کہا تھا کہ خدا کی قسم فلاں شخص کو اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ ایسا کون شخص ہے جو مجھ پر قسم کھاتا ہے کہ میں فلاں شخص کی مغفرت نہیں کروں گا۔ میں نے فلاں شخص کو بخش دیا اور اس قسم کھانے والے کے تمام اعمال میں نے ضائع کر دیئے۔ (مسلم)

✿...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول کریم ﷺ نے جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا مقدر کیا تو ایک کتاب لکھی جو عرش پر اس کے پاس ہے۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ بے شک میری رحمت غضب سے آگے ہے۔ جبکہ ایک اور روایت میں یوں فرمایا کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ (بخاری ومسلم)

یعنی میری رحمت کا ظہور میرے غضب سے زائد ہے اور میں رحمت کا معاملہ غضب کے مقابلہ میں زیادہ کرتا ہوں۔

✿...... حضرت ثوبانؓ کی روایت میں ہے کہ فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اس کی رضا طلب کرنے اور تلاش کرنے میں لگا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو خطاب کر کے فرماتا ہے کہ میرا فلاں بندہ مجھے راضی کرنے کی تلاش میں لگا ہوا ہے۔ خبردار ہو اور جان لے کہ میری رحمت اس پر ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس فرمان الٰہی کو سن کر اعلان کرتے ہیں کہ فلاں بندے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت

ہو۔ پھر اسی اعلان کو حاملان عرش اور ان کے آس پاس کے فرشتے دہراتے ہیں۔ یہاں تک کہ ساتوں آسمانوں کے رہنے والے ان الفاظ کا اعلان کرتے ہیں کہ فلاں شخص پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ پھر وہ رحمت اس کے لئے زمین پر اترتی ہے۔

۞...... حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ جنت میں نیک بندے کے درجات بلند کرتا ہے تو بندہ عرض کرتا ہے کہ الٰہی یہ درجہ کون سے عمل کے بدلے میں بلند کیا گیا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ تیرے لڑکے کے استغفار کی وجہ سے۔ (احمد)

۞...... حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جب میرے بندے کی عمر چالیس سال کی ہو جاتی ہے تو میں اس کو تین قسم کے امراض سے محفوظ کر دیتا ہوں۔ یعنی جنون' جذام اور برص سے عافیت دے دیتا ہوں اور جب اس کی عمر پچاس برس کی ہو جاتی ہے تو اس سے حساب یسیری یعنی آسان حساب کروں گا اور جب کوئی بندہ ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ جاتا ہے تو میں توبہ اور رجوع الی اللہ اس کا محبوب بنا دیتا ہوں اور جب کسی کی عمر ستر سال کی ہو جائے تو فرشتے اس سے محبت کرتے ہیں اور جو کوئی اسی برس کا ہو جائے تو اس کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور گناہ نظر انداز کر دیئے جاتے ہیں اور جب کوئی نوے سال کا ہو جاتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ اللہ کا قیدی ہے اللہ کی زمین میں اور اس کے پہلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جب کوئی بندہ ارذل عمر تک پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں اس کی تندرستی اور صحت کے زمانے کی مثل اعمال خیر لکھتا رہتا ہے اور اگر اس بندے سے کوئی برائی ہو جاتی ہے تو وہ برائی اس کے نامہ اعمال میں نہیں لکھی جاتی۔ (حکم)

۞...... حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ابن آدم کو کہ ایک نیکی کے بدلے میں دس نیکیاں ہیں اور اس سے زیادہ بھی کر دیتا ہوں اور برائی ایک کی ایک ہے اور اس کو بھی بخش دیتا ہوں۔ (ابونعیم)

۞...... حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر میرا بندہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اس کو دے دیتا ہوں اور اگر سوال ترک کر دیتا ہے اور مانگنا چھوڑ دیتا ہے تو میں اس سے غصے ہوتا ہوں۔ (ابوشیخ)

۞...... حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اگر تم کو میری رحمت پیاری اور پسند ہے تو میری مخلوق پر رحم کرو۔ (ابوشیخ' بن عساکر' دیلمی)

۞...... حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ موسیٰ رحم کیا کر۔ تجھ پر رحم کیا جائے گا۔ (دیلمی)

۞...... حضرت شداد بن اوسؓ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے عزت اور جلال کی قسم میں اپنے بندے پر دو اطمینان اور دو خوف جمع نہیں کروں گا۔ اگر وہ دنیا میں مجھ سے بے خوف ہو گیا تو اس دن اس کو خوف زدہ کروں گا جس دن اپنے تمام بندے کو جمع کرنے والا ہوں اور اگر دنیا میں مجھ سے ڈرتا رہا تو اس دن اس کو امن دوں گا جس دن اپنے بندوں کو جمع کروں گا۔ (ابونعیم)

۞ ...... حضرت انسؓ کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں بہت بخشنے والا ہوں اور بہت بڑا معاف کرنے والا ہوں۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایک مسلمان بندے کی دنیا میں پردہ پوشی کروں اور پردہ پوشی کے بعد میں ہی اس کو رسوا کروں۔ میں اپنے بندے کی جب تک وہ مجھ سے بخشش طلب کرتا رہے گناہ بخشتا رہتا ہوں۔ (حکیم)

۞ ...... حضرت انس حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں زمین والوں پر ان کے گناہوں کے باعث بعض دفعہ عذاب نازل کرنے کا قصد کرتا ہوں۔ لیکن جو لوگ میرے گھروں کو آباد رکھتے ہیں اور پچھلی رات کو استغفار کیا کرتے ہیں ان کو دیکھ کر عذاب کا ارادہ ترک کر دیتا ہوں اور عذاب کو زمین والوں سے لوٹا دیتا ہوں۔ (بیہقی)

۞ ...... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب کوئی بندہ اپنے بچھونے پر یا زمین پر سوتا ہے اور سوتے میں کروٹ بدلتا ہے اور کروٹ بدلتے ہوئے کہتا ہے کہ:"اشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له له الملك وله الحمد يحيى ويميت وهو حى لايموت بيده الخير وهو على كل شى قدير۔ "تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ دیکھو میرا بندہ مجھے اس حالت میں بھی فراموش نہیں کرتا۔ تم گواہ رہو کہ میں نے اس پر رحم کیا اور اس کی مغفرت کر دی۔ (ابن السنی' ابن النجار)

۞ ...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مومن کو یہاں تک قریب کرے گا کہ اس کو اپنے پہلو میں لے لے گا اور اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کرائے گا اور دریافت کرے گا کہ تو نے فلاں فلاں کام کئے تھے۔ بندہ عرض کرے گا کہ ہاں میرے پروردگار! میں نے یہ کام کئے تھے اور یہ بندہ اپنے دل میں خیال کرے گا کہ میں ہلاک ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے دنیا میں تیری پردہ پوشی کی اور آج بھی تیری مغفرت کروں گا۔ پھر اس کے نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے اور کفار و منافقین کے متعلق عام اعلان کیا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا تھا۔ خبردار ہو کہ اللہ کی لعنت ہے ایسے ظالموں پر۔ (احمد' بخاری' مسلم' نسائی' ابن ماجہ)

۞ ...... حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت کو خطاب کرے گا اور پکارے گا کہ اے اہل جنت! جنتی عرض کریں گے لبیک ربنا وسعدیک! اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تم مجھ سے راضی ہو۔ اہل جنت عرض کریں گے کہ آپ نے ہم پر ایسا کرم کیا ہے اور وہ چیزیں عنایت کی ہیں جو دوسری کسی مخلوق کو نہیں دی گئیں۔ ہم آپ سے راضی کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا ہے کیا اس سے زیادہ نہ دوں؟۔ اہل جنت عرض کریں گے کہ الٰہی جو کچھ ہم کو دیا گیا ہے اس سے افضل اور زیادہ کیا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے اپنی رضامندی تمہارے لئے حلال کر دی۔ میں تم سے راضی ہو گیا اور تم پر کبھی غصے نہ ہوں گا اور نہ اب تم سے کبھی ناراض ہوں گا۔ (احمد' بخاری' مسلم' ترمذی)

۞ ...... حضرت ابو ہریرہؓ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے رب! تیرے بندوں میں سے تیرے نزدیک کون زیادہ عزیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وہ شخص جو بدلہ لینے پر قادر ہو اور بخش دے۔ (خرائطی)

۞ ...... حضرت انسؓ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اس بندے اور بندی سے شرماتا ہوں جو اسلام میں بوڑھے ہو جاتے ہیں اور جس بندی کا سر اسلام میں سفید ہوا ہو۔ ان کو اس کے بعد بھی آگ کا عذاب کروں؟۔ (ابو یعلی)

۞ ...... حضرت ابو ہریرہؓ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرشتے بعض بندوں کے متعلق حضرت حق سے عرض کرتے ہیں کہ الٰہی تیرا فلاں بندہ برے کام کا ارادہ کر رہا ہے اور ابھی انتظار کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اس کو دیکھتے رہو اگر وہ کر گزرے تو لکھ لینا اور اگر باز آ جائے تو ایک نیکی لکھ دینا کہ وہ میری گرفت کے اندیشہ سے ترک کرے گا۔ (احمد، مسلم)

۞ ...... حضرت انسؓ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھ کو اپنے بندے سے جب وہ دونوں ہاتھ میرے سامنے اٹھاتا ہے تو شرم آتی ہے کہ میں اس کے دونوں ہاتھوں کو لوٹا دوں۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یہ بندہ مغفرت کا مستحق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مگر میں تو بخشنے والا اور پرہیزگاری کا اہل ہوں۔ میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس بندے کی مغفرت کر دی۔ (حکیم، ترمذی)

۞ ...... حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رحمت دو عالم ﷺ فرماتے تھے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کے چالیس سالہ لوگوں کے متعلق سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں ان کی مغفرت کر دوں گا۔ میں نے عرض کیا جن کی عمر پچاس سال کی ہو جائے تو ارشاد فرمایا ان کی بھی مغفرت کر دوں گا۔ پھر میں نے عرض کیا اور ساٹھ برس والے۔ ارشاد فرمایا ان کو بھی بخش دوں گا۔ پھر میں نے عرض کیا اور ستر برس کی عمر والے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے محمد ﷺ میں اس بات سے شرماتا ہوں کہ جس بندے کی عمر ستر برس کی ہو جائے اور اس نے میری عبادت کی ہو اور میرے ساتھ شرک نہ کیا ہو پھر بھی میں اس کو آگ کا عذاب کروں اور جو لوگ اسی اور نوے سال کے ہوں گے ان کو میں قیامت کے دن بلا کر کہوں گا کہ جس کو تم چاہو اور جس کو تم دوست رکھتے ہو جنت میں داخل کر دو۔ (ابو الشیخ)

۞ ...... حضرت انسؓ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت و جلال اور اپنی وحدانیت اور بلند مرتبہ کی قسم اور اپنے عرش پر قائم ہونے کی قسم اور اپنی مخلوق کی اس احتیاج کی قسم جو اس کو میرے ساتھ ہے میں اپنے اس بندے اور اپنی اس بندی کو عذاب کرتے ہوئے شرماتا ہوں جن کو اسلام میں بڑھاپا آ گیا ہو۔ پھر نبی کریم ﷺ اس واقعہ کا ذکر کر کے رونے لگے۔ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ آپ ﷺ کیوں روتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اس پر روتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ تو شرماتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے نہیں شرماتا۔ (رافعی)

ولی اللہ صدیقی

ذکر الٰہی اور محاسبہ نفس!

’’عن شداد بن اوسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ الکیس من دان نفسہ وعمل لما بعدالموت والعاجز من اتبع نفسہ ھواھا وتمنی علی اللہ ۰ مشکوٰۃ ترمذی ابن ماجہ ‘‘ترجمہ:...... ’’حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہوشیار وہ شخص ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے (یا اسے قابو میں کرے) اور موت کے بعد کے لئے عمل کرے اور بے وقوف (نکما) وہ ہے جو نفس کو اس کی خواہشات کے پیچھے لگائے رہے اور اللہ تعالیٰ سے آرزوئیں رکھے۔‘‘

جس طرح اہل دنیا میں وہی شخص زیادہ باکمال' باتدبیر اور دوراندیش سمجھا جاتا ہے جو اپنے کاروبار اور حساب وکتاب میں تجربہ کار' نہایت مستعد' ہوشیار اور وسیع معلومات رکھتا ہو اور دنیاوی ترقی اور مال ودولت کے حصول کا جو موقع بھی سامنے آئے اس میں حصہ لینے سے نہ چوکتا ہو اور اس کے برعکس وہ شخص ہے جو ہوش وحواس بجا ہونے اور قوت وصلاحیت رکھنے کے باوجود ان چیزوں میں کوئی دلچسپی نہ لیتا ہو۔ تھوڑے پر قناعت کو کافی سمجھتا ہو اور اپنے روشن مستقبل کی فکر سے بے نیاز ہو یا تعطل (بے کاری) وتبتل (لوگوں سے کنارہ کشی) لاابالی پن کے ساتھ زندگی گزارنے پر مصر (اڑا رہنے والا) ہو تو دنیا کی نگاہ میں اس سے بڑا نکما اور بے وقوف شاید کوئی نہ ہو۔

ٹھیک اسی طرح آخرت پر ایمان رکھنے والوں کے نزدیک ہوشیار بس وہی ہے جسے آخرت کے حساب وکتاب کی فکر ہو جو پائی پائی اور ذرہ ذرہ ثواب کمانے کی جستجو میں لگا رہتا ہو اور اپنی اس عارضی اور فانی زندگی کو ایک دوامی اور جاودانی زندگی کے حصول اور اس کی تیاری کے لئے غنیمت جانتا ہو اور اسی میں اپنی تمام تر قوت وصلاحیت خرچ کرنے کے درپے رہتا ہو اور اپنی تمام خواہشات کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتلائے ہوئے طریق کے تابع کرکے ہر قدم اپنے مولیٰ کی رضا جوئی میں مگن رہتا ہو اور اس کا کوئی سانس ذکر الٰہی' نفس کے محاسبہ اور فکر آخرت سے خالی نہ ہوتا ہو۔

حضرت فاروق اعظمؓ اسی طرف توجہ دلاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ حاسبوا انفسکم ...... الخ! کہ اپنا محاسبہ کرلو قبل اس کے کہ تم سے محاسبہ ہو اور اسے تول لو قبل اس کے کہ تمہیں تولا اور پرکھا جائے اور سب سے بڑی عدالت میں پیشی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اس ذات کے سامنے جس سے تمہارا کوئی عمل پوشیدہ نہیں:

’’یومئذ تعرضون لاتخفی منکم خافیہ ۰ حاقۃ ۱۸ ‘‘ترجمہ:...... ’’اس دن سامنے کئے جاؤ گے۔ چھپی نہ رہے گی تمہاری کوئی چھپی بات۔‘‘ جس دن کہ ہر شخص کو اس کا نامہ اعمال دے کر کہا جائے گا:

''اقرأ كتابك كفىٰ بنفسك اليوم عليك حسيبا ، بنی اسرائيل ١٤ ''ترجمہ:.....''اپنا اعمال نامہ (خود) پڑھ لے۔ آج تو خود ہی اپنا حساب جانچنے کے لئے کافی ہے۔''

اور اسی طرح اخروی زندگی کے اعتبار سے احمق اور نادان شخص وہ ہے جو نالائق اور بدعمل ہونے کے باوجود نیک خواہشات اور بلند مقامات کے حصول کی طمع رکھے۔

حضرت مولانا عاشق الٰہی بلندشہریؒ حدیث بالا کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بدعملی کے ساتھ (نیک) آرزوئیں رکھنا بے وقوفی ہے۔ جیسا کہ حدیث سے معلوم ہوا۔ بہت سے لوگ گناہوں میں اتنے آگے بڑھ چکے ہیں کہ ان کے نزدیک گناہوں کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔ فسق وفجور ہی کو زندگی کا مقصد بنائے ہوئے ہیں۔ نہ توبہ کرتے ہیں۔ نہ توبہ کی ضرورت سمجھتے ہیں اور کچھ لوگ ایسے ہیں جن کو توبہ کا کبھی کبھی خیال تو آتا ہے۔ لیکن نفس وشیطان یہ سمجھاتے ہیں کہ ابھی گناہ کرتے رہو۔ بہت زندگی پڑی ہے۔ اخیر عمر میں توبہ کرلیں گے۔ حالانکہ موت کا وقت معلوم نہیں۔ ہر منٹ اور ہر سیکنڈ میں یہ احتمال ہے کہ شاید یہی عمر کا آخری لمحہ ہو۔ آج کل ایسے حوادث کثرت سے ہوتے رہتے ہیں کہ اچانک موت آجاتی ہے۔ آئندہ توبہ کرنے کی امید پر گناہ کرتے رہنا اور توبہ کا موقعہ ہوتے ہوئے توبہ نہ کرنا بہت بڑی نادانی اور بے وقوفی ہے۔ کچھ ایسے بھی ہیں جنہیں یہ احساس ہے کہ گناہ بری بات ہے اور یہ پکڑ کا ذریعہ ہے۔ لیکن ان کا نفس اندر سے یہ سمجھاتا ہے کہ اللہ بڑا رحیم وکریم ہے وہ بخش دے گا۔ لیکن یہ خیال نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ شدید العقاب بھی ہے۔ جبار وقہار بھی ہے۔ ضروری نہیں کہ بخش ہی دے۔ سمجھدار آدمی اس طرح سوچتا ہے کہ نہ بخشا تو کیا ہوگا؟۔ جو بدعملی کرتا رہے۔ فرائض وواجبات ضائع کرے۔ گناہوں سے باز نہ آئے اور مغفرت کی امید باندھے رہے اس کو حدیث میں بے وقوف بتلایا گیا ہے۔ (فضائل توبہ واستغفار)

اللہ تعالیٰ کی رحمت ومغفرت کے حقدار کون سے گنہگار ہیں

سورۂ زمر کی آیت: ''قل یٰعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ، زمر ٥٣ ''ترجمہ:.....''اے میرے وہ بندو! جنہوں نے گناہ کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو۔''

اور دیگر اس مضمون کی آیتیں (جن میں خاص طور سے گناہگاروں اور خطا کاروں کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت ومغفرت میں گنجائش کا اعلان کیا گیا ہے) ان سب سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت اور بے پایانی کا حال تو یہی ہے کہ دنیا بھر کے بڑے سے بڑے مجرموں اور سیہ کاروں کے لئے اس میں گنجائش ہے۔ لیکن اس کے دروازہ میں داخلے کے لئے یہ لازمی شرط ہے کہ بندہ اس رحمت والے آقا کی طرف رجوع کرے اور اس کے ساتھ معاملہ کو درست کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ اگرچہ اس سے پہلے اپنی ساری عمر میں باغی اور نافرمان رہا ہو۔

اللہ تعالیٰ میں رحمت کے ساتھ عدالت بھی ہے

اسی لئے قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی بخشش و غفاریت کے ساتھ اس کی دوسری صفت عدالت اور سرکش مجرموں کی سزا دہی کا بھی بیان فرمایا گیا ہے۔ جیسا کہ سورہ فاتحہ ہی میں رب العالمین! اور الرحمن الرحیم! کے ساتھ اس کی صفت مالک یوم الدین! کا بھی ذکر فرمایا گیا۔ اس کا مقصد اور منشاء یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کی وسعت کے ان قرآنی اعلانوں سے کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو جائے کہ اب گناہوں کی کھلی چھٹی ہے اور زندگی خواہ کیسی ہی گذاری جائے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دروازہ ہمارے لئے کھلا ہوا ہے۔ بہر حال ایسی غلط فہمی سے بچانے کے لئے قرآن مجید میں جابجا رحمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی صفت عدالت کا بھی بیان فرمایا گیا ہے۔ ذیل کی چند آیتیں پڑھئے:

''فان کذبوک فقل ربکم ذو رحمة واسعة ولا یرد بأسه عن القوم المجرمین ۰ انعام ۱٤۷ ''ترجمہ:...... ''اے پیغمبر! اگر یہ لوگ (اس واضح بیان اور اتمام حجت کے بعد بھی) تمہاری تکذیب ہی کریں تو آپ ان سے کہہ دیجئے کہ تمہارا پروردگار بڑی ہی وسیع رحمت والا ہے (اور اسی رحمت کا صدقہ ہے کہ اس نے تم کو مہلت دے رکھی ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ مجرموں کو سزا دینا اس کا قانون ہے۔ اس لئے اگر تم اس باغیانہ اور مجرمانہ زندگی سے باز نہ آئے تو اس کی سخت سزا پاؤ گے) اور مجرموں پر سے عذاب ہٹایا نہیں جا سکتا۔''

اور حجر میں فرمایا: ''نبی عبادی انی انا الغفور الرحیم ۰ وان عذابی هو العذاب الالیم ۰ حجر ٤۹، ۵۰ ''ترجمہ:...... ''اے پیغمبر! میرے بندوں کو خبردار کر دیجئے کہ بے شک میں بڑا بخشنے والا اور بہت مہربان ہوں اور اسی طرح اس میں بھی کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ (مجرموں کے لئے) میری سزا بھی بڑی دردناک سزا ہے۔''

سورہ حجر کی ان آیات کے بعد ایک واقعہ بیان کیا گیا جس میں فرشتوں کے اترنے کا ذکر ہے۔ وہی فرشتے ایک جگہ خوشخبری سناتے اور دوسری جگہ پتھر برساتے تھے۔ تاکہ معلوم ہو کہ خدا کی دونوں صفتیں (یعنی رحمت و غضب) پوری ہیں۔ بندوں کو چاہئے کہ نہ دلیر ہوں نہ آس توڑیں۔ (تفسیر عثمانی رحمہ)

اور سورہ مومن کے شروع میں اللہ تعالیٰ کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا:

''غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذی الطول ۰ لا اله الا هو الیه المصیر مومن ۳ ''ترجمہ:...... ''وہ گناہ بخشنے والا ہے اور توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرنے والا ہے۔ (اور اسی کے ساتھ سرکش مجرموں کے لئے وہ) بڑی سخت سزا دینے والا ہے۔ سب کچھ قدرت رکھتا ہے۔ اس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں۔ سب کو اسی کی طرف لوٹنا ہے۔''

اور بعض مقامات پر اللہ تعالیٰ کی اس صفت یعنی عدالت اور مجرموں کی سزا دہی کو دوسرے عنوانوں سے بھی بیان فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ سورہ قلم میں سوالیہ پیرایہ میں ارشاد ہے:

’’افنجعل المسلمین کالمجرمین ۰ مالکم کیف تحکمون ۰ قلم ۳۵/۳۶‘‘ ترجمہ:...... ’’کیا ہم اپنے فرمانبردار بندوں کو مجرموں کے برابر کردیں گے؟۔ تمہیں کیا ہوگیا ہے تم کیسے حکم لگاتے ہو (یعنی اللہ تعالیٰ کے متعلق تم ایسی ناانصافی اور خلاف حکمت بات کا تصور کیسے کرتے ہو کہ وہ فرمانبرداروں اور نافرمانوں کے ساتھ یکساں سلوک اور ایک سا معاملہ کرے گا؟۔)‘‘

اور اسی کو سورہ ص میں فرمایا: ’’ام نجعل الذین آمنوا وعملوا الصالحات کالمفسدین فی الارض ام نجعل المتقین کالفجار ۰ ص ۲۸‘‘ ترجمہ:...... ’’کیا ہم ایمان لانے والوں کو اور نیک عمل کرنے والوں کو زمین میں فساد برپا کرنے والوں کے برابر کرسکتے ہیں۔ کیا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کے برابر کرسکتے ہیں؟۔ ہمارے عدل وانصاف سے یہ کیسے ممکن ہے۔‘‘

اور اسی کو سورہ جاثیہ میں یوں فرمایا:

’’ام حسب الذین اجتن حوالسیٔات ان نجعلھم کالذین آمنوا وعملو الصالحات سوآء محیاھم ومماتھم سآء مایحکمون ۰ وخلق اللہ السماوات والارض بالحق ولتجزی کل نفس ,بماکسبت وھم لایظلمون ۰ جاثیہ ۲۱/۲۲‘‘ ترجمہ:...... ’’جولوگ برائیاں کرتے ہیں کیا وہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان بدکاروں کو اپنے بندوں کے برابر کردیں گے جن کی زندگی ایمان اور اعمال صالحہ والی زندگی ہے کہ یکساں ہوان کا جینا مرنا (ایسا خیال کرنے والے احمق بڑا غلط اور) بہت برا حکم لگاتے ہیں (نہیں دیکھتے کہ) اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان (اور ساری کائنات) کو بالکل حکمت کے مطابق پیدا کیا (اور وہ عالم کا سارا نظام حکمت ہی سے چلارہا ہے پھر اس سے ایسی خلاف حکمت اور خلاف عدل بات کی توقع کیوں رکھتے ہیں؟) اس عالم کی تخلیق کا تو مقصد اور منشاء ہی یہ ہے کہ (بندے یہاں عمل کریں اور) وقت پر ہر شخص کو اس کے کئے کی جزاء ملے اور (جزاء سزا کے معاملہ میں ہرگز) کسی کے ساتھ کوئی ظلم زیادتی نہ ہوگی۔‘‘

بہرحال قرآن مجید کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ بڑا شفیق اور مہربان ہے اور اس کی رحمت میں سب کے لئے پوری گنجائش ہے۔ ورحمتی وسعت کل شئی! بڑے سے بڑا مجرم اور گنہگار بھی اگر اس کی رحمت اور مغفرت کا طالب بن کر اس کی طرف بڑھے تو وہ اسے بخشنے کے لئے اور اسے اپنی آغوش رحمت میں جگہ دینے کے لئے تیار ہے۔ لیکن اس کے ساتھ وہ صاحب عدالت بھی ہے اور سرکش مجرموں کو سزا دینا بھی اس کی عدالت اور حکمت کا تقاضا ہے۔ اس لئے جو شریر اور مفسد سرکشی اور شرارت سے باز نہ آئیں گے اور تذکیر ونصیحت کے باوجود نافرمانی اور بغاوت اور کفر وشرک ہی پر جمے رہیں گے وہ آنے والے اس عالم میں جس میں اللہ تعالیٰ کی اس صفت ’’عدل‘‘ کا پورا ظہور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مہربانی سے ذرہ برابر بھی حصہ نہ پاسکیں گے۔

سورہ سجدہ میں ایسے ہی مجرموں کے بارے میں ارشاد ہے:''ومن اظلم ممن ذکر بآیات ربه ثم اعرض عنها انا من المجرمین منتقمون ۰ سجدہ ۲۲''

اوران سے زیادہ کوئی ظالم نہیں جن کوان کے پروردگار کی آیات کے ذریعہ نصیحت کی جائے اور پھر بھی وہ ان سے بے رخی اور بے پروائی اختیار کریں اوراپنے حال کو درست نہ کریں۔ہم ایسے مجرموں کو سخت سزا دینے والے ہیں۔''(قرآن آپ سے کیا کہتا ہے ص۴۸٬۴۶)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب نوراللہ مرقدہ اس مضمون کی مزید وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ مسلمان اپنی زبان سے مسلمان ہونے کا اقرار کرنے کی وجہ سے زبان سے تو ایسی باتیں نہیں کہتے۔لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو پس پشت ڈال کراس کے گناہوں کا ارتکاب کرکے شہوتوں اوردنیا کی لذتوں میں منہمک ہوکر عملی طور پر اور زبان حال سے گویا وہ بھی یہی کہتے ہیں۔ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ وہ دنیا کو آخرت پر ترجیح دیں۔یہ لوگ زبانی طور پر دوسرے دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ کریم ہیں'غفور رحیم ہیں'اس کی معافی کے ہم امیدوار ہیں'ہم کواس کی مغفرت پر اعتماد ہے اوراس کا امیدوار رہنا مطلوب ہے'محمود ہے'پسندیدہ ہے'اس کی رحمت بڑی وسیع ہے'اس کی مغفرت کے دریاؤں کے مقابلے میں ہمارے گناہ کیا چیز ہیں؟۔خود حق تعالیٰ شانہ کا پاک ارشاد ہے جو حدیث قدسی میں آیا ہے کہ میں بندوں کے گمان کے ساتھ ہوں۔اس کو چاہئے کہ میرے ساتھ نیک گمان کرے۔یہ ارشاد یقیناً صحیح ہے اورحق تعالیٰ شانہ کا یہی پاک ارشاد ہے۔لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ شیطان آدمی کو کسی صحیح کلام کے غلط معنی سے گمراہ کرسکتا ہے۔اگر ایسا نہ ہوتو شیطان کو دھوکہ دینے میں مشکل پیش آتی ہے۔اسی چیز کو حضور اقدس ﷺ نے اپنے اس ارشاد میں واضح فرمایا کہ سمجھدار وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو مطیع کرے اور مرنے کے بعد کے لئے اعمال کرے اوراحمق وہ شخص ہے جو نفس کی خواہشات کی اتباع کرے اوراللہ تعالیٰ پر امید یں باندھے۔یہی وہ امیدیں ہیں حق تعالیٰ شانہ پر جس کو شیطان نے اللہ تعالیٰ شانہ کے ساتھ نیک امید کا غلاف پہنایا ہے۔حق تعالیٰ شانہ نے اپنے سے امید رکھنے کی خود شرح فرمادی۔چنانچہ ارشاد ہے:

''هاجروا وجاهدوا فی سبیل الله ۰ اولئك یرجون رحمة الله ۰ بقرہ ۲۱۸''

ترجمہ:......''حقیقت میں جولوگ ایمان لائے ہیں اور جن لوگوں نے اللہ کے واسطے اپنا وطن چھوڑ دیا ہے اور جن لوگوں نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا ہے(جس میں دین کے لئے ہر کوشش داخل ہے)یہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ شانہ کی رحمت کے امیدوار ہیں۔''(فضائل صدقات ص۴۴۷)

نیز ایک جگہ ارشاد ہے:''وانی لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحاً ثم اهتدی ۰ طه ۸۲''

ترجمہ:......''میں بڑی مغفرت کرنے والا ہوں اس شخص کے لئے جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھے عمل کرے۔پھر اسی پر قائم رہے۔''

اس آیت شریفہ میں مغفرت کو ان چیزوں پر مرتب فرمایا ہے۔ پس جو شخص توبہ کے ساتھ مغفرت کا امیدوار ہے وہ تو حقیقت میں امیدوار ہے اور جو گناہوں کے ساتھ امید باندھے ہوئے ہے وہ احمق ہے۔ دھوکے میں پڑا ہوا ہے۔ پہلے لوگ عبادات پر مرمٹتے تھے۔ گناہوں سے نہایت اہتمام سے بچتے تھے۔ تقویٰ میں مبالغہ کرتے تھے۔ شبہ کی چیزوں سے بھی دور رہتے تھے۔ رات دن عبادت میں مشغول رہ کر ہروقت اللہ کے خوف سے روتے تھے۔ جبکہ اس زمانے میں ہر شخص خوش ہے۔ اللہ کے عذاب سے ہروقت مطمئن ہے۔ اس کو کسی وقت بھی عذاب کا ڈر نہیں۔ دن رات شہوتوں اور دنیا کی لذتوں میں منہمک ہے۔ دنیا کمانے کی ہروقت فکر ہے اور اللہ تعالیٰ شانہ کی طرف ذرا بھی توجہ نہیں اور گمان یہ ہے کہ ہم لوگوں کو اللہ کے کرم پر بھروسہ ہے۔ اس کی مغفرت کی امید ہے۔ اس کی معافی کا یقین ہے۔ گویا انبیائے کرام علیہم السلامؑ صحابہ عظامؓ اور اولیاء مخلصینؒ میں سے تو کسی کو اس کی رحمت کی امید ہی نہ تھی جو اس قدر مشقتیں برداشت کرتے تھے۔ (فضائل صدقات ص۴۵۰)

لوگوں کی اس غلط فہمی پر امام غزالیؒ کی تنبیہ

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ نفس نے ایک شوشہ چھوڑ دیا اور دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ غفلت کئے جاتے ہو اور کہتے ہو کہ خدا کریم ہے۔ معاف کرنے والا ہے۔ سب کچھ بخش دے گا اور برے عمل کے باوجود ہم کو جنت میں بھیج دے گا۔ بھلا میں پوچھتا ہوں کہ کھیتی اور تجارت میں ایسا کیوں نہیں خیال کرلیتے؟۔ کیا آخرت کا خدا کوئی اور ہے اور دنیا کا کوئی اور؟۔ اور جب دونوں کا خدا ایک ہی ہے تو دنیا کے کمانے کے متعلق اپنے پاؤں توڑ کر گھر میں کیوں نہیں بیٹھتے اور کیوں نہیں خدا پر بھروسہ کرتے کہ جب وہ رزاق اور قادر ہے تو بلا محنت کئے ہوئے بھی ہمارا پیٹ بھردے گا۔ جس سے بلا محنت مزدوری کے ہم مالا مال ہوجائیں گے۔ مگر افسوس کہ یہاں تو یوں جواب دیتے ہو کہ معاش کے لئے اسباب کا اختیار کرنا ضروری بات ہے۔ کیونکہ مدفون خزانہ کا ہاتھ لگ جانا تو ایک اتفاقی امر ہے کہ شاذونادر کبھی کسی کے لئے ایسا اتفاق بھی پیش آجاتا ہے۔ مگر ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا۔ پس ایسا ہی آخرت کے متعلق بھی سمجھو کہ خراب اعمال اور بدکاروں پر معافی ومغفرت کی توقع کرنا اس سے زیادہ شاذونادر ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ صاف فرماچکا ہے کہ انسان کو وہی ملے گا جو وہ کرے گا۔ اور متقی بندے فاسق وفاجر لوگوں کے برابر نہیں ہوسکتے۔ وغیرہ وغیرہ!

دنیا کے معاملات میں تو اسباب اختیار کرنے کو ضروری بھی نہیں فرمایا بلکہ ان سے بے توجہ بنایا اور یوں فرمایا ہے کہ: ''کوئی جاندار زمین پر چلنے والا ایسا نہیں جس کا رزق ہمارے ذمہ نہ ہو۔'' تعجب ہے کہ دنیا کمانے میں تو خدا پر بھروسہ نہیں ہے اور آخرت میں بدعملیوں کی معافی پر وثوق اور بے جا توقع رکھ کر اپنا دین برباد کررہے ہو۔ خوب یاد رکھو کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے جس نے مخلوق کو تباہ اور اعمال سے کاہل بنا کر عبادت واطاعت سے روک رکھا ہے۔ حق تعالیٰ محفوظ رکھے۔ (تبلیغ دین ص۲۱۳)

کیسا لگا...؟

آخرت کو بھول بیٹھا فکر دنیا کے عوض
موت کا حملہ اچانک بے خبر کیسا لگا

یوں تو دنیا میں کرتا ہی رہا لمبے سفر
گھر سے چل کر قبر تک سفر چھوٹا کیسا لگا

ہنستے ہنستے تو نے دنیا میں زندگی گزاری
اب بتا یہ زیر زمین یہ تنگ گھر کیسا لگا

طاقت و دولت کے بل بوتے پر تو مغرور تھا
چھین لیا تجھ سے مال وزر کیسا لگا

تو جھروکوں سے مناظر کو دیکھتا دلنشیں
قبر کا تاریک گھر بے بام ودر کیسا لگا

آگے پیچھے چلا کرتے تھے حلقہ
بگوش آخرت کا یہ بے نام سفر کیسا لگا

دفن کرکے قبر میں سب بے رخی سے چل دیئے
جس سے تو مانوس تھا اب وہ بشر کیسا لگا

تو ہنسا کرتا تھا اوروں کو پریشان دیکھ کر
چل اپنوں کو روتا چھوڑ کر کیسا لگا

اب نہ وہ تکیہ ملائم اب نہ بستر مخمل
جسم پہ دوگز کفن مٹی پہ سر کیسا لگا

ہنسنے والو غور سے جو کچھ سنا کچھ تو کہو
صوفی کی ان صاف باتوں کا اثر کیسا لگا

جناب صوفی تبسم

اشتیاق احمد

مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئیاں!

مرزا غلام احمد قادیانی نے جب دیکھ لیا کہ اس کے آس پاس موجود لوگوں نے تو کوئی خاص ردعمل اور کوئی شور نہیں مچایا تو اس نے ایک قدم اور آگے بڑھایا اور نبوت کا دعویٰ کردیا۔ اب ضرورت تھی لوگوں کو یقین دلانے کی کہ وہ واقعی نبی ہے۔ تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے اپنی نبوت کے اظہار کے لئے معجزات دکھائے۔ پیش گوئیاں کیں۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا سانپ بن گیا اور فرعون کے جادوگروں کے تمام سانپوں کو کھا گیا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مٹی کے پرندے بنائے اور ان پر پھونک ماری تو وہ اڑنے لگے۔ مردوں کو زندہ کردکھایا۔ اسی طرح خاتم الانبیاء حضور نبی کریم ﷺ نے چاند کو دو ٹکڑے کردکھایا۔ آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہوگیا۔ کھانے میں اتنی برکات ہوئیں کہ چند آدمیوں کا کھانا پورے لشکر کے لئے کافی ہوگیا۔ رسول اکرم ﷺ نے قیامت تک پیش آنے والے واقعات کے بارے میں 1400 سوسال پہلے ہی بتادیا۔ پیش گوئیاں کردیں اور یہ بھی امت پر واضح کردیا کہ میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ البتہ میرے بعد تیس جھوٹے ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک خود کو نبی کہے گا۔ حالانکہ میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ تو اس طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے سوچا کہ اب مجھے بھی معجزات دکھانے چاہئیں۔ پیش گوئیاں کرنی چاہئیں۔ تبھی لوگ میرے دعوے کو سچا مانیں گے۔ تبھی لوگ مجھے چندہ دیں گے۔ تبھی نبوت کی جھوٹی دکان چمکے گی۔ چنانچہ اس سلسلے میں اس نے سب سے پہلے ایک زبردست قسم کی پیش گوئی کرنے کا فیصلہ کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اعلان کیا کہ:

> ''مجھے الہام ہوا ہے۔ اس الہام میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ خوب صورت لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام شبیر ہے۔ مبارک ہے وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے۔ وہ بہتوں کو بیماری سے پاک کردے گا۔ علوم ظاہری اور باطنی سے پر ہوگا۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اسیروں کی دستگیری کرے گا۔ قومیں اسی سے برکت پائیں گی''

مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ اشتہار 20 فروری 1886ء میں شائع کیا۔ یہ اشتہار اس کی کتاب تبلیغ

رسالت میں آج بھی دیکھ سکتے ہیں۔ اس اشتہار میں بڑے زور شور سے اور بلند بانگ دعووں سے لڑکا پیدا ہونے کی پیش گوئی موجود ہے۔ اس پیش گوئی کو مرزا قادیانی نے اپنی نبوت کی دلیل قرار دیا۔ لیکن ہوا کیا؟ ۔ مرزا قادیانی کے ہاں لڑکے کی بجائے لڑکی پیدا ہوگئی۔ خوب مذاق اڑا۔ قہقہے لگائے گئے۔ اعتراضات کئے گئے۔ طنزاً لوگوں نے مرزا قادیانی کے منہ پر جا کر کہا کہ:

''مرزا قادیانی صاحب! آپ کی پیش گوئی تو لڑکے کی تھی۔ پیدا ہوئی لڑکی۔ بھلا یہ کیا بات ہوئی۔ آپ کی پیش گوئی تو ہوا میں اڑ گئی۔''

مرزا غلام احمد قادیانی تھا چکنا گھڑا۔ اس پر طنز کے تیر کیا اثر کرتے۔ پہلے سے جواب سوچ رکھا تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے لوگوں کو یہ جواب دیا کہ:

''اس اشتہار میں میں نے یہ کب لکھا تھا کہ وہ لڑکا اسی حمل سے ہوگا''

اس کے تیرہ سال بعد کہیں جا کر مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اس کی پیدائش کے موقع پر مرزا قادیانی نے پھر ایک زبردست دعویٰ کیا۔ دعویٰ یہ تھا کہ:

''میرا چوتھا لڑکا جس کا نام مبارک احمد ہے.........اس کے بارے میں پیش گوئی 20 فروری 1886ء میں کی گئی تھی۔ (یعنی تیرہ سال پہلے پیش گوئی کی گئی تھی۔ اس وقت یہ کہا گیا تھا کہ:

''ایک خوبصورت لڑکا تمہارے ہاں مہمان آتا ہے۔ وغیرہ۔'' جب لڑکا نہ ہوا لڑکی ہوگئی تو کہا کہ: ''میں نے یہ کب لکھا تھا کہ لڑکا اسی حمل سے ہوگا۔'' اب تیرہ سال بعد اس پیش گوئی کا ذکر فخریہ انداز میں کیا جا رہا ہے کہ جس لڑکے کی میں نے پیش گوئی کی تھی جس کے بارے میں لکھا تھا کہ مہمان آتا ہے وہ تیرہ سال بعد پیدا ہوا۔) سو اللہ نے میری تصدیق کے لئے (یعنی سچائی ثابت کرنے کے لئے اس چوتھے لڑکے کی پیش گوئی کو 14 جون 1899ء میں پورا کر دیا ہے۔)''

آپ نے الفاظ پڑھے۔ مطلب یہ کہ میں سچا ثابت ہو گیا ہوں اور میرے مخالف جھوٹے ثابت ہوگئے ہیں۔ وہ لڑکا پیدا ہو گیا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے۔ وہ بہتوں کو بیماریوں سے پاک کرے گا۔ علوم سے پر ہوگا۔ قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ جیسے الفاظ استعمال کئے گئے تھے۔

ملاحظہ فرمائیں کہ 14 جون 1899ء کو پیدا ہونے والے بچے کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی نے واضح طور پر کہا کہ یہ وہی بچہ ہے جس کی پیش گوئی 20 فروری 1886ء میں کی گئی تھی۔

اب مزے کی بات سنیں۔ یہ مبارک احمد صرف نو سال کی عمر میں مر گیا۔ وہ نہ تو بہتوں کو بیماریوں سے پاک کر سکا۔ نہ اپنے علوم سے لوگوں کو فیض پہنچا سکا۔ نہ قومیں اس سے برکت پا سکیں۔ اللہ رب العزت کے فضل سے اس لڑکے نے پیدا ہو کر اور نو سال کی عمر میں مر کر یہ بات ضرور ثابت کر دی کہ: ”میرا باپ (مرزا قادیانی) اول نمبر کا جھوٹا ہے۔“ وہ مرزا قادیانی کے جھوٹ پر مر گیا۔ مرزا قادیانی اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔ اس بارے میں کہنے کے لئے اب مرزا غلام احمد قادیانی کے پاس کچھ بھی نہیں بچا تھا۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ مرزا قادیانی فوراً اس جھوٹے دعوے سے تائب ہو جاتا۔ لیکن مرزا قادیانی کے مقدر میں ہدایت نہیں تھی۔ وہ اپنے جھوٹ پر اڑا رہا اور اپنے لئے جہنم کا گڑھا تیار کرا لیا۔

اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک اور دلچسپ پیش گوئی کی۔ دراصل ان پیش گوئیوں سے مرزا قادیانی اپنی نبوت کی جھوٹی دھاک لوگوں پر بٹھانا چاہتا تھا۔ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کو معجزات دکھانے اور پیش گوئیاں کرنے کا کوئی شوق نہیں ہوتا۔ یہ کام تو موقع اور محل کے اعتبار سے خود سرزد ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی معجزات انہیں عطا کرتا ہے اور جو خبریں اللہ تعالیٰ انہیں عطا کرتا ہے وہ لوگوں کو سناتے ہیں۔ ظاہر ہے انبیائے کرام علیہم السلام کو یہ شک کیوں ہونے لگا کہ کہیں پیش گوئی سچ ثابت نہ ہو۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی چونکہ جھوٹا بھی تھا۔ اس لئے اسے ہر لمحے یہ فکر کھائے جاتا تھا کہ کہیں اس کی کوئی پیش گوئی غلط ثابت نہ ہو جائے۔ اس لئے وہ گول مول پیش گوئیاں کرتا تھا۔ کوئی پہلو بچا رکھتا تھا کہ بعد میں کہہ سکے۔ میں نے یہ تھوڑا ہی کہا تھا۔ یا میرے کہنے کا مطلب تو یہ تھا۔ جیسا کہ ابھی آپ پڑھیں گے۔ مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی اس کی اپنی عمر کے بارے میں ہے۔ اپنی ایک کتاب میں اس نے لکھا کہ:

> ”خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ میری پیش گوئی سے صرف اس زمانے کے لوگ ہی فائدہ نہ اٹھائیں۔ بلکہ بعض پیش گوئیاں ایسی بھی ہوں کہ آئندہ زمانے کے لوگوں کے لئے بھی ایک عظیم الشان نشان ہوں۔ جیسا کہ یہ پیش گوئی کہ میں اسی برس یا چند سال زیادہ یا اس سے چند سال کم عمر جیوں گا۔“

یوں یہ پیش گوئی کسی لطیفے سے کم نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر ایک کی عمر مقرر ہے تو اس میں چند سال کم یا زیادہ کہاں سے آ گئے۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کو خوف تھا۔ اگر صرف اسی سال لکھے اور موت اس کے مطابق نہ ہوئی تو وہ بالکل جھوٹا ثابت ہو جائے گا۔ اس لئے مرزا قادیانی نے چند سال زیادہ یا کم کا دم چھلہ لگایا۔ تاکہ بعد میں اس کے ماننے والے اعتراضات کا جواب دے سکیں۔ لیکن ایسا بھی نہ ہو سکا۔ اس لئے کہ مرزا قادیانی 68 سال کی عمر میں مر گیا۔ ثبوت ملاحظہ ہوں:

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی ایک کتاب میں لکھا کہ میری تاریخ پیدائش 1839ء یا 1840ء میں ہے۔ مرزا قادیانی کی موت تمام مرزائیوں کے مطابق 1908ء میں ہوئی۔ اس طرح مرزا قادیانی کی عمر 68 سال بنی اور دو چار کم یا دو چار سال زیادہ تو 64 یا 72 سال بنتے ہیں۔ 68 اور 80 میں دو چار کا نہیں بلکہ بارہ سال کا فرق ہے۔ لہذا مرزا قادیانی قطعاً جھوٹا آدمی تھا۔

گویا ان کے جھوٹے نبی صاحب کے جھوٹ سچ کا انحصار تاریخ پیدائش کے ریکارڈ پر تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے جھوٹ کو آشکارا کرنے کے لئے ان سے ایسے ناقص علم پر پیشین گوئی کرائی۔

مرزائیوں کو جب مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں میں تاریخ پیدائش لکھی ہوئی دکھائی جاتی ہے تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ اس زمانے میں تاریخ پیدائش کا ریکارڈ تو ہوتا ہی نہیں تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ مرزائی جھوٹ بولنے میں مرزا قادیانی کو بھی پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔

تاریخ کے اوراق الٹ کر دیکھ لیں کہ کیا رحمت کائنات حضور نبی کریم ﷺ کی تاریخ پیدائش درج نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ کے بعد آپ کے خلفائے راشدینؓ کی تاریخیں ملتی ہیں یا نہیں۔ تمام مشاہیر کی تاریخ پیدائش ان کی سوانح عمریوں میں درج ہے۔ وفات کی تاریخیں درج ہیں اور مرزائی کہتے ہیں کہ اس زمانے میں تاریخ پیدائش لکھنے کا رواج نہیں تھا۔ یعنی تیرہ سو سال پہلے رواج شروع نہیں ہوا تھا۔ جبکہ چودہ سو سال پہلے رواج موجود تھا۔ یہ ہے مرزا غلام احمد قادیانی کا کچا چٹھا۔

ذکر ہو رہا تھا مرزا غلام احمد قادیانی کی اوٹ پٹانگ اور بے پر کی پیشین گوئیوں کا۔ لیجئے ہم آپ کو ایک اور پیشین گوئی کا دلچسپ حال سناتے ہیں۔ مرزا قادیانی کی ہر پیشین گوئی ہمیں یہ غور کرنے کی دعوت دیتی نظر آتی ہے کہ مرزا قادیانی تھا کیا؟۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک رشتے دار احمد بیگ تھا۔ ہوشیار پور کا رہنے والا تھا۔ ایک بار وہ کسی کام سے مرزا قادیانی کے پاس آیا۔ مرزا قادیانی نے اس سے اس کی بیٹی محمدی بیگم کا رشتہ مانگ لیا۔ احمد بیگ بے چارہ تو اپنے کام سے آیا تھا۔ اس نے فوراً رشتہ دینے سے انکار کر دیا اور وہاں سے لوٹ گیا۔ اس کے جانے کے بعد مرزا قادیانی نے اسے ایک خط لکھا۔ خط کے الفاظ ذرا غور سے پڑھئیں:

> ''اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک سے میرے اوپر ظاہر کیا ہے کہ اگر آپ اپنی بیٹی کا رشتہ میرے ساتھ منظور کریں تو وہ آپ کی تمام نحوستیں دور کرے گا۔ اگر یہ رشتہ نہ ہوا تو آپ کے لئے دوسری جگہ رشتہ کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا اور اس کا انجام درد اور تکلیف اور موت ہوگا۔ یہ دونوں باتیں برکت اور موت کی

ایسی ہیں کہ جن کو آ زمانے کے بعد میرا سچا یا جھوٹا ہونا معلوم ہو سکتا ہے۔''

اس خط کے الفاظ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے کے مطابق یہ بات اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی پر ظاہر کی اور اس پیشین گوئی سے مرزا قادیانی کے سچا یا جھوٹا ہونے کا پتا چل جائے گا۔

خط احمد بیگ کو ملا۔ اس نے پڑھا لیکن وہ بالکل نہ ڈرا اور اس نے مرزا قادیانی کا مطالبہ ماننے سے صاف انکار کر دیا۔ اس پر مرزا قادیانی کو غصہ آ گیا۔ اب اس نے ایک اشتہار شائع کیا۔ اس اشتہار کے الفاظ بھی غور سے پڑھ لیں۔ مرزا قادیانی نے لکھا کہ:

''اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا ہے کہ اس لڑکی کے لئے رشتہ طلب کرو اور ان سے کہہ دو کہ تمام سلوک اور مروت تم سے اسی شرط پر کیا جائے گا۔ اگر نکاح نہ کیا تو اس لڑکی کا انجام بہت برا ہوگا۔ جس دوسرے شخص سے اس کی شادی ہوگی وہ شادی کے دن سے اڑھائی سال کے اندر اور اس کا باپ تین سال کے اندر فوت ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ احمد بیگ کی بیٹی کو ہر ایک رکاوٹ دور کرنے کے بعد آخر کار اسی عاجز مرزا کے نکاح میں لائے گا (مطلب یہ کہ یہ شادی ہر حال میں ہو کر رہے گی چاہے کوئی لاکھ رکاوٹیں ڈالے) اور کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے اور یہ ہماری پیشین گوئی ہے۔ ہمارے سچ اور جھوٹ کو جاننے کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی ذریعہ نہیں ہو سکتا۔''

اس اشتہار میں بالکل صاف لکھا ہے کہ محمدی بیگم کا نکاح مجھ سے ہو کر رہے گا۔ چاہے اس کی شادی کسی اور سے کر دی جائے تب بھی وہ آخر کار میرے نکاح میں آئے گی اور یہ کہ اس دوسرے شخص سے نکاح کی سزا ان لوگوں کو یہ ملے گی کہ نکاح کی تاریخ سے اڑھائی سال بعد اس کا خاوند اور نکاح کی تاریخ سے تین سال بعد اس کا باپ یعنی محمدی بیگم کا باپ احمد بیگ فوت ہو جائے گا۔ یہ سب باتیں مرزا غلام احمد قادیانی کے سچا ہونے کی دلیل ہوں گی اور یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ مرزا قادیانی نے مزید وضاحت کے لئے یہ بھی لکھا کہ:

- ...... مرزا احمد بیگ پورے تین سال بعد فوت ہوگا۔
- ...... لڑکی محمدی بیگم کا خاوند اڑھائی سال کے اندر فوت ہوگا۔
- ...... احمد بیگ اپنی بیٹی محمدی بیگم کی شادی کے دن تک فوت نہ ہوگا۔
- ...... لڑکی محمدی بیگم نکاح ہونے، بیوہ ہونے اور دوسرا نکاح ہونے تک فوت نہ ہوگی۔
- ...... میں بھی (مرزا قادیانی) ان تمام واقعات کے پورا ہونے تک فوت نہ ہوں گا۔

⚙ ...... پھر یہ کہ اس عاجز سے اس کا نکاح ہو جائے گا۔

پیشین گوئی کے یہ چھ حصے غور سے پڑھنے کے قابل ہیں۔ اب سنئے! محمدی بیگم کے باپ پر اس اشتہار کا بھی ذرا اثر نہ ہوا۔ وہ مرزا قادیانی کو پکا جھوٹا سمجھتا تھا۔ اس لئے ٹس سے مس نہ ہوا۔ اس نے اپنی بیٹی محمدی بیگم کا نکاح مرزا سلطان محمد سے کردیا۔ مرزا قادیانی اپنی کوشش میں ناکام ہوگیا۔ اس کی دھمکیاں' پیشین گوئیاں' اشتہار بازی اور کوششیں سب دھری کی دھری رہ گئیں۔

پھر مزے کی بات یہ کہ محمدی بیگم کے خاوند مرزا سلطان محمد کی موت کی پیشین گوئی اڑھائی سال کے اندر پوری ہونے کی تھی۔ وہ زندہ سلامت رہا۔ اس کا نکاح محمدی بیگم سے 17 اپریل 1892ء کو ہوا اور مرزا قادیانی 1908ء میں فوت ہوگیا۔ گویا مرزا قادیانی کی زندگی میں محمدی بیگم بیوہ نہیں ہوئی۔ اس کے نکاح میں تو کیا آتی۔

اس سلسلے میں مزے دار بات یہ ہوئی کہ جب نکاح کو اڑھائی سال گزر گئے تو لوگوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کا خوب مذاق اڑایا اور کہا کہ مرزا قادیانی صاحب! آپ نے تو پیشین گوئی کی تھی کہ اگر محمدی بیگم کا نکاح کسی دوسرے شخص سے ہوا تو وہ شخص نکاح کی تاریخ سے اڑھائی سال بعد فوت ہو جائے گا۔ لیکن وہ تو زندہ سلامت ہے۔ مرزا قادیانی کیا جواب دیتا۔ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔ جھوٹ کے پاؤں جو نہیں ہوتے۔ تاہم اس کے بعد بھی اس نے اپنی یہ کوشش جاری رکھی۔ مرزا قادیانی مرزا سلطان محمد کو دھمکیاں دیتا رہا کہ محمدی بیگم کو طلاق دے دو۔ اس دوران اس نے ایک بار پھر یہ اعلان کیا کہ:

> ''آخر کار اللہ تعالیٰ اس لڑکی کو میری طرف لائے گا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔''

اس میں تو شک نہیں کہ کوئی اللہ تعالیٰ کی باتوں کو ٹال سکے اور اللہ تعالیٰ کی باتیں ہی تھیں کہ مرزا قادیانی کے نکاح میں محمدی بیگم آ ہی نہ سکی۔ اللہ تعالیٰ کو تو دنیا پر ظاہر کرنا تھا کہ مرزا قادیانی کتنا جھوٹا ہے۔ افسوس! کہ مرزائیوں کی عقلوں پر پردے پڑ گئے۔ وہ ان باتوں پر غور کرنے کے لئے تیار تک نہیں ہوتے۔ پیشین گوئی کا ایک جملہ پھر ذہن میں دہرا لیں کہ:

> ''اللہ تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ احمد بیگ کی بیٹی کو ہر ایک رکاوٹ دور کر کے میرے نکاح میں لائے گا اور یہ میرے سچا ہونے کا سب سے بڑا ثبوت ہوگا۔''

لیکن یہ نکاح نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا کچھ بھی مقرر نہیں فرمایا تھا۔ مقرر فرمایا ہوتا تو نکاح ہو کر رہتا۔ لیکن مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کے لئے یہ پیشین گوئی بہت بڑا ثبوت بن گئی۔

اسی قسم کی ایک پیشین گوئی مرزا قادیانی نے 1893ء میں کی۔ ہوا یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے عیسائیوں سے مناظرہ کیا۔ اس مناظرے میں مرزا قادیانی اپنی پوری کوشش کے باوجود عیسائی مناظر کو شکست نہ دے سکا۔ مناظرہ پندرہ دن تک جاری رہا۔ اب اسے اور تو کچھ نہ سوجھی تو شرمندگی مٹانے کے لئے یہ اعلان کیا کہ:

''آج مجھ پر جو ظاہر ہوا ہے وہ یہ ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق جھوٹ بول رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے وہ پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا اور اسے سخت ترین ذلت پہنچے گی۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ جو شخص سچ پر ہے اس کی عزت ہوگی۔ اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی تو میں سزا کے لئے تیار ہوں۔ مجھے ذلیل کیا جائے۔ گلے میں رسا ڈال کر مجھے پھانسی دے دی جائے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔''

عیسائی مناظر کا نام عبداللہ آتھم تھا۔ یہ پیشین گوئی دراصل اس کے مرنے کی تھی۔ ہاویہ میں گرائے جانے کا مطلب تھا کہ جہنم رسید ہوگا۔

پھر یہ ہوا کہ پندرہ ماہ گزر گئے۔ عبداللہ آتھم زندہ رہا۔ اسے ذرہ برابر بھی کوئی تکلیف نہ پہنچی۔ مناظرے کے وقت وہ کمزور سا آدمی تھا۔ اس مناظرے کے بعد صحت مند ہوگیا۔ شاید اس کی گری ہوئی صحت دیکھ کر ہی مرزا قادیانی نے پیشین گوئی کی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ وہ پہلے سے بہتر ہوگیا۔ جب عبداللہ آتھم نہ مرا اور لوگوں نے مرزا قادیانی کا ایک بار پھر مذاق اڑایا تو مرزا قادیانی نے نیا بہانہ گھڑا۔ لوگوں سے کہا کہ:

''اس نے توبہ کرلی ہوگی۔ وہ دل میں ڈر گیا ہوگا۔''

لیکن جب لوگوں نے عبداللہ آتھم سے رابطہ کیا تو اس نے فوراً کہا کہ نہ میں ڈرا اور نہ میں نے توبہ کی۔ میں توبہ کس بات سے کرتا بھلا۔ خدا تعالیٰ نے مرزا قادیانی کو جھوٹا ثابت کردیا۔

عبداللہ آتھم نے یہ اعلان اخبار میں شائع کروایا۔ اس کا مطلب صاف ہے۔ مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ عبداللہ آتھم دل میں ڈر گیا تھا۔ اس نے توبہ کرلی تھی۔ یہ سب جھوٹ تھا۔ جھوٹے کے پاس جھوٹ کے سوا اور ہوتا ہی کیا ہے۔

دنیا میں جب بھی کسی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اسے ذلیل وخوار ہی ہونا پڑا۔ تمام جھوٹے نبیوں کی تاریخ پڑھ ڈالئے۔ سب کے سب ذلت کی موت مرے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نبوت کا دعویٰ کیا۔ علمائے کرام نے ڈٹ کر اس کا مقابلہ کیا۔ ان علمائے کرام میں حضرت مولانا محمد حسین بٹالویؒ اور حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ بھی شامل ہیں۔ حضرت مولانا بٹالویؒ نے مرزا

قادیانی کے خلاف مسلمانوں خصوصاً علماء کو متوجہ کیا اور مرزا قادیانی کا تعاقب کیا۔ حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے ہر جگہ مرزا قادیانی کے جھوٹ کا پول کھولا۔ ان کا ہفت روزہ اخبار اہل حدیث امرتسر جھوٹی نبوت کی تردید میں بہت زیادہ سرگرم اخبار تھا۔ مرزا قادیانی حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کی تحریروں سے تنگ آ گیا۔ اس قدر تنگ آیا کہ ایک خط حضرت امرتسریؒ کو لکھ مارا۔ ملاحظہ فرمائیں خط کے الفاظ:

''آپ ایک زمانے سے مجھے جھوٹا لکھتے چلے آ رہے ہیں۔ اپنے پرچے میں مجھے جھوٹا، دجال اور مفسد لکھتے ہیں۔ میں نے آپ کی طرف سے بہت دکھ اٹھایا مگر صبر کرتا رہا۔ اگر میں ایسا ہی جھوٹا ہوں تو میں اعلان کرتا ہوں کہ میں آپ کی زندگی میں مر جاؤں گا۔ کیونکہ جھوٹے کی زندگی زیادہ نہیں ہوتی۔ وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے دشمنوں کی زندگی ہی میں ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے۔ تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں جھوٹا نہیں ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سزا سے نہیں بچ سکیں گے۔ بس وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں نہیں بلکہ صرف خدا کے ہاتھوں سے ملتی ہے۔ جیسے طاعون اور ہیضہ وغیرہ جیسی مہلک بیماریوں کی صورت میں۔ تو یہ بیماریاں جو میری زندگی میں ہی آپ کو نہ ہوئیں تو میں جھوٹا.........!

میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اگر میرا نبی ہونے کا دعویٰ جھوٹا ہے تو مولوی ثناء اللہ امرتسری کی زندگی میں مجھے ہلاک کر دے اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین! مگر اے میرے خدا! اگر مولوی ثناء اللہ مجھ پر جھوٹا الزام لگاتا ہے تو میں دعا کرتا ہوں کہ تو اسے میری زندگی میں نابود کر.........! مگر انسانی ہاتھوں سے نہیں بلکہ طاعون اور ہیضے وغیرہ سے سوائے اس صورت کے کہ وہ توبہ کرے.........!

اے اللہ! میں تیری رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ ثناء اللہ اور مجھ میں سچا فیصلہ فرما دے اور تیری نظر میں جو واقعی جھوٹا ہے اسے سچے کی زندگی میں دنیا سے اٹھا لے یا کسی نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین! ثم آمین!''

یہ اشتہار 15 اپریل 1907ء کو شائع ہوا۔ اس میں چند باتیں بالکل صاف اور واضح ہیں۔ ایک یہ کہ اگر

میں جھوٹا ہوں تو مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کی زندگی میں مرجاؤں۔ اگر میں سچا ہوں مسیح موعود ہوں اللہ کی طرف سے ہوں تو مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ میری زندگی میں فوت ہو جائے گا۔ مزید وضاحت اس اشتہار میں یہ ہے کہ موت بھی انسانی ہاتھوں سے نہیں ہوگی۔ یعنی قتل نہیں کیا جائے گا۔ تا کہ مخالف یہ نہ کہہ دیں کہ مرزا قادیانی نے خود کو سچا ثابت کرنے کے لئے مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کو قتل کروادیا ہے۔ اس لئے موت بھی ایسے ذریعے سے ہوگی جو انسان کے اختیار میں نہیں۔ مثلاً طاعون یا ہیضہ یا اس جیسے کسی مرض میں مبتلا ہو کر مرے گا۔ ایک بات مزید وضاحت کے لئے یہ کہی گئی کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجائے گا۔ یعنی دونوں میں سے جو سچا ہوگا وہ زندہ رہے گا اور اس کی زندگی میں جھوٹا مرجائے گا۔ وہ بھی طاعون یا ہیضے سے.........!

اب مرزائیوں سے کوئی پوچھے اس پیش گوئی کا۔ اس دعوے کا کیا نتیجہ نکلا تھا تو وہ آئیں بائیں شائیں کرنے لگتے ہیں۔ ہم تو ان سے صاف اور سیدھی باتیں پوچھتے ہیں کہ حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ مرزا قادیانی کی زندگی میں فوت ہوئے یا نہیں۔ طاعون یا ہیضے سے مرے یا نہیں۔ سب جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی 1908ء میں مرگیا تھا اور مرا بھی ہیضے سے تھا۔ خود اس کے بیٹے کی کتاب سیرت المہدی سے یہ ثابت ہے کہ جس روز مرزا غلام احمد قادیانی کو موت آئی اسے اس رات دست لگے ہوئے تھے۔ تمام رات وقفے وقفے سے اسے دست آتے رہے۔ خود مرزا قادیانی نے مرنے سے پہلے اپنے لوگوں سے یہ کہا تھا یا نہیں کہ مجھے ہیضہ ہوگیا ہے اور اسی حالت میں وہ مرگیا۔

اور حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ ایک مدت تک زندہ رہے۔ وہ قیام پاکستان کے بعد ہجرت کر کے پاکستان تشریف لائے۔ یہیں سرگودھا میں ان کا انتقال ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کی وہ دعا جو اس نے اس اشتہار میں مانگی تھی قبول فرمائی۔ اسے حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کی زندگی میں موت دے دی۔ وہ بھی انسانی ہاتھوں سے نہیں ہیضے جیسے مرض سے۔

اس اشتہار میں یہ بات قابل غور ہے کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ''جھوٹے کی زندگی زیادہ نہیں ہوتی۔''

ضروری اعلان!

قارئین لولاک سے گزارش ہے کہ جلد کی تبدیلی کے بعد جن حضرات کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے اور انہیں ماہنامہ لولاک کی طرف سے بذریعہ خط آگاہ بھی کیا جا چکا ہے۔ لیکن تاحال چندہ ارسال نہیں کیا گیا۔ براہ کرام! چندہ ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔ خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر ضرور لکھیں۔ ادارہ

محمد متین خالد

صدی کا سب سے بڑا جھوٹ!

جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے ہر مذہب میں جھوٹ کو سب سے زیادہ قابل نفرت سمجھا جاتا ہے۔ لیکن قادیانیت ایک ایسا مذہب ہے جس کا خمیر ہی جھوٹ سے اٹھا ہے۔ قادیانیت اور جھوٹ لازم وملزوم بلکہ شیر وشکر ہیں۔ گوئبلز نے کہا تھا کہ: ''اتنا جھوٹ بولو اتنا جھوٹ بولو کہ اس پر سچ کا گمان ہونے لگے۔'' بالکل یہی فلسفہ قادیانیت نے اپنایا۔ جس طرح مکھیاں پھوڑے پر بیٹھ بیٹھ کر اسے ناسور بنا دیتی ہیں اسی طرح قادیانیوں نے اپنے مذہب کے بارے میں جھوٹ بول بول کر اسے ناسور بنا دیا ہے۔ بے شمار جھوٹوں میں سے ایک جھوٹ قادیانی جماعت کا یہ دعویٰ ہے کہ ہر سال لاکھوں بلکہ کروڑوں نئے لوگ قادیانی جماعت میں داخل ہو رہے ہیں۔

قادیانی جماعت اپنی تعداد کے بارے میں ہمیشہ عمداً مبالغہ آرائی سے کام لیتی رہی ہے۔ میرے نزدیک یہ احساس کمتری کی علامت ہے۔ پاکستان یا کسی اور ملک میں جب بھی قومی مردم شماری ہوتی ہے تو قادیانی جماعت کے ارکان فارم پر خود کو قادیانی یا احمدی لکھوانے سے کتراتے ہیں۔ جس سے ان کی اصل تعداد کا تعین مشکل ہوتا ہے۔ مردم شماری کے وقت قادیانی اگر اپنا تعلق جماعت سے ظاہر کریں تو ان کی اصل تعداد باقاعدہ ریکارڈ پر آجائے جس سے انہیں اپنے قانونی' آئینی اور معاشی حقوق حاصل کرنے میں سہولت ہو۔ اس طرح ان لوگوں کا اعتراض (جو حقیقت پر مبنی ہے) بھی خود بخود ختم ہو جائے گا جو یہ کہتے ہیں کہ قادیانی اپنی عددی حیثیت سے کہیں بڑھ کر پاکستان کے تمام شعبہ جات میں بہت زیادہ سرکاری وغیر سرکاری وسائل اور مناصب پر قابض ہیں جس سے مسلمانوں کی حق تلفی ہوتی ہے۔

❁ ...... 1908ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات کے وقت برطانیہ کے فارن آفس کے مطابق قادیانیوں کی تعداد 19 ہزار تھی۔

❁ ...... 1921ء کی مردم شماری میں یہ تعداد 30 ہزار ہو گئی۔

❁ ...... 1930-31 کی مردم شماری میں قادیانیوں کی کل تعداد 56 ہزار تھی۔ یہ تعداد قادیانی خلیفہ مرزا محمود نے روزنامہ الفضل قادیان کی اشاعت 5 اگست 1934ء میں تسلیم کی ہے۔

❁ ...... 1954ء میں جسٹس منیر انکوائری رپورٹ میں قادیانیوں کی تعداد 2 لاکھ بتاتے ہیں۔

❁ ...... 1981ء کی آخری مردم شماری کے مطابق پاکستان میں قادیانیوں کی تعداد ایک لاکھ تین ہزار ہے۔ قادیانی جماعت کے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر احمد کے دور میں قادیانیت میں داخل ہونے والوں کی تعداد کا اعلان اس قدر مبالغہ آمیز ہے کہ خدا کی پناہ! قادیانی جماعت کا دعویٰ ہے کہ:

❁ ...... 1993ء میں دو لاکھ چار ہزار تین سو آٹھ نئے افراد قادیانی جماعت میں داخل ہوئے۔

❁ ...... 1994ء میں چار لاکھ اکیس ہزار سات سو تریپن افراد قادیانی جماعت میں داخل ہوئے۔

❁ ...... 1995ء میں آٹھ لاکھ سنتالیس ہزار سات سو پچیس افراد قادیانی جماعت میں داخل ہوئے۔

❁ ...... 1996ء میں سولہ لاکھ دو ہزار سات سو اکیس افراد قادیانی جماعت میں داخل ہوئے۔

❁ ...... 1997ء میں تیس لاکھ چار ہزار پانچ سو پچاسی افراد قادیانی جماعت میں داخل ہوئے۔

❁ ...... 1998ء میں پچاس لاکھ چار ہزار پانچ سو اکانوے افراد قادیانی جماعت میں داخل ہوئے۔

❁ ...... 1999ء میں ایک کروڑ آٹھ لاکھ بیس ہزار دو سو چھبیس افراد قادیانی جماعت میں داخل ہوئے۔

❁ ...... 2000ء میں چار کروڑ تیرہ لاکھ آٹھ ہزار نو سو چھتر افراد قادیانی جماعت میں داخل ہوئے۔

❁ ...... 2001ء میں آٹھ کروڑ دس لاکھ چھ ہزار سات سو اکیس افراد قادیانی جماعت میں داخل ہوئے۔

❁ ...... 2002ء میں دو کروڑ چھ لاکھ چون ہزار افراد قادیانی جماعت میں داخل ہوئے۔

❁ ...... 2003ء میں آٹھ لاکھ بانوے ہزار چار سو تین افراد قادیانی جماعت میں داخل ہوئے۔

❁ ...... 2004ء میں تین لاکھ چار ہزار نو سو دس افراد قادیانی جماعت میں داخل ہوئے۔

❁ ...... 2005ء میں دو لاکھ نو ہزار سات سو ننانوے نئے افراد قادیانی جماعت میں داخل ہوئے۔

(روزنامہ الفضل چناب نگر (سابقہ ربوہ) 3 اگست 2005ء صفحہ اول)

قادیانی جماعت کے ذمہ داران اگر جماعت کی تعداد کے حوالے سے اسی طرح غلو سے کام لیتے رہے تو یہ تعداد آئندہ چند سالوں میں شاید دنیا کی اصل تعداد سے بڑھ جائے۔ قادیانی جماعت کا اپنی تعداد کے حوالے سے مبالغہ آرائی سے کام لینے کا مقصد صرف اور صرف اپنے پیروکاروں کو جھوٹی تسلیاں دینا اور سبز باغ دکھانا ہے۔ تاکہ وہ اس خوش فہمی میں مبتلا رہیں کہ قادیانی جماعت روز بروز پھیل رہی ہے۔ جبکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ میں پورے دعویٰ اور وثوق سے کہتا ہوں کہ قادیانی جماعت ہر سال اپنی تعداد کے حوالہ سے جھوٹ بولتی ہے اور اس سلسلہ میں ان کے پاس ریکارڈ یا ثبوت نہیں ہے۔ جبکہ قادیانی جماعت کے پاس ایک ایک قادیانی جماعت کا مکمل ریکارڈ موجود ہوتا ہے۔

قادیانی جماعت کا اپنی آبادی میں اضافہ کا اعلان اس عہد کا بدترین جھوٹ ہے۔ ہر جلسہ سالانہ (انگلینڈ) کے موقع پر بغیر تحقیق اور غور وفکر کے سنائی نعروں کی گونج میں کروڑوں کی تعداد کا اعلان کر کے آخر کس کو بے وقوف بنایا جا رہا ہے؟۔ مبالغے اور جھوٹ کی کوئی حد ہوتی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی لکھا تھا کہ: ”میں نے انگریز کی حمایت اور جہاد کی ممانعت میں اتنا لکھا کہ ان کتابوں سے پچاس الماریاں بھر جائیں۔“ (تریاق القلوب ص28,27 روحانی خزائن ج15 ص156,155)

پھر لکھا کہ: ”میرے نشانوں کی تعداد دس لاکھ ہے۔“ (براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن ج21 ص72)

یہ مبالغہ گوئی کی انتہا ہے۔ قادیانی جماعت کے ذمہ داران نے بھی شاید یہی راستہ اختیار کرلیا ہے۔

خود مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا تھا کہ: ’’جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔‘‘

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص 20' روحانی خزائن ج 17 ص 56)

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ’’غلط بیانی اور بہتان طرازی راست بازوں کا کام نہیں۔ بلکہ نہایت شریر اور بدذات آدمیوں کا کام ہے۔‘‘ (آریہ دھرم ص 13' روحانی خزائن ج 10 ص 13)

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ’’جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں اس پر اعتبار نہیں رہتا۔‘‘ (چشمہ معرفت ص 222' روحانی خزائن ج 23 ص 231)

ہر سال سالانہ جلسہ لندن کے موقع پر اپنے اخبارات و جرائد' اپنے ٹی وی چینل یا انٹرنیٹ ویب سائٹ پر ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت قادیانی جماعت میں نئے داخل ہونے والے افراد کی مبالغہ آمیز فرضی تعداد درج کردینا دراصل حقائق سے آنکھیں چرانے کے مترادف ہے۔ اس کے لئے ثبوت درکار ہیں کہ کس ملک کے' کس شہر کے' کس علاقہ کے' کون سے لوگ' کس بنا پر قادیانیت میں داخل ہو رہے ہیں۔ کروڑوں کی تعداد میں شامل ہونے والوں میں سے کسی ایک نے بھی اپنا انٹرویو' حالات' تاثرات یا کوئی پیغام کیوں نہیں دیا؟۔ آخر کیوں؟۔

بقول قادیانی جماعت 2001ء میں آٹھ کروڑ دس لاکھ چھ ہزار سات سو کیس نئے افراد قادیانی جماعت میں داخل ہوئے۔ اس سال تو قادیانی جماعت کو پوری دنیا میں عظیم الشان جشن منانا چاہئے تھا اور مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئیوں میں سے کوئی پیش گوئی تلاش کر کے اس اہم واقعہ پر چسپاں کرنی چاہئے تھی۔ مشاہدہ یہ ہے کہ قادیانی جماعت میں اگر ایک بھی نیا شخص داخل ہو جائے تو ان کے اخبارات و رسائل' ٹی وی چینل اور ویب سائٹ وغیرہ آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ لیکن یہاں کروڑوں کی تعداد میں نئے داخل ہونے والوں کی کسی کو خبر ہی نہیں۔ مکمل سکوت اور خاموشی ہے۔ آخر کیوں؟۔

حقیقت یہ ہے کہ پاکستان سمیت پوری دنیا میں قادیانی جماعت کی بڑھتی ہوئی تعداد کو تقریباً روکا جاچکا ہے۔ قادیانی عقائد کی اصل حقیقت واضح ہو جانے کے بعد پوری دنیا میں قادیانی جماعت کے سرکردہ عہدیداران اور عام قادیانی اپنے اپنے اہل خانہ اور دوستوں سمیت دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں صرف جرمنی کی مثال کافی ہے جہاں حق کے متلاشی کئی نامی گرامی صاحبان فہم و فراست قادیانیت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ کر اسلام کی آغوش میں آگئے ہیں اور اب بھرپور جذبے اور ولولے کے ساتھ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے شب و روز محنت کر رہے ہیں۔ ان خوش نصیبوں میں جناب شیخ راحیل احمد' جناب افتخار احمد' جناب محمد مالک' جناب مظفر احمد مظفر' جناب قریشی انور کریم' جناب منیر احمد شاہ' جناب سید ظہیر شاہ' جناب سید شہزاد عابد' جناب وحید احمد وغیرہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت نصیب فرمائیں۔ آمین!

ادارہ

عقیدہ ختم نبوت کی حقیقت!

الحمدللّٰہ رب العالمین ۰ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ خاتم النبیین ۰
وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین وعلیٰ من تبعہم باحسان الی یوم الدین!

اسلام کی بنیاد توحید اور آخرت کے علاوہ جس اساسی عقیدے پر ہے وہ یہ ہے کہ نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نبوت اور رسالت کے مقدس سلسلے کی تکمیل ہوگئی اور آپ ﷺ کے بعد کوئی بھی شخص کسی بھی قسم کا نبی نہیں بن سکتا اور نہ آپ ﷺ کے بعد کسی پر وحی آسکتی ہے اور نہ ایسا الہام جو دین میں حجت ہو۔ اسلام کا یہی عقیدہ ''ختم نبوت'' کے نام سے معروف ہے اور سرکار دوعالم ﷺ کے وقت سے لے کر آج تک پوری امت مسلمہ کسی ادنیٰ اختلاف کے بغیر اس عقیدے کو جزو ایمان قرار دیتی آئی ہے۔ قرآن کریم کی بلامبالغہ بیسیوں آیات اور آنحضرت ﷺ کی سینکڑوں احادیث اس کی شاہد ہیں۔ یہ مسئلہ قطعی طور پر مسلم اور طے شدہ ہے اور اس موضوع پر بے شمار مفصل کتابیں بھی شائع ہوچکی ہیں۔

یہاں ان تمام آیات اور احادیث کو نقل کرنا غیر ضروری بھی ہے اور موجب تطویل بھی۔ البتہ یہاں جس چیز کی طرف بطور خاص توجہ دلانا ہے وہ یہ ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے عقیدہ ختم نبوت کی سینکڑوں مرتبہ توضیح کے ساتھ یہ پیشگی خبر بھی دی تھی کہ:

''لاتقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون قریباً من ثلاثین کلهم یزعم انه رسول اللّٰه ۰ صحیح بخاری ص ۱۰۵٤ ج ۲ کتاب الفتن صحیح مسلم ص ۳۹۷ ج ۲ کتاب الفتن '' ترجمہ:...... ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تیس کے لگ بھگ دجال اور کذاب پیدا نہ ہوں جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔''

نیز ارشاد فرمایا کہ: ''انه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی ۰ ابوداؤد ص ۱۲۷ ج ۲ باب الفتن ترمذی ص ٤٥ ج ۲ ابواب الفتن '' ترجمہ:...... ''قریب ہے کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے۔ ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

اس حدیث میں آپ ﷺ نے اپنے بعد ہونے والے مدعیان نبوت کے لئے ''دجال'' کا لفظ استعمال

فرمایا ہے اس کے لفظی معنی ہیں ''شدید دھوکہ باز'' اس لفظ کے ذریعہ سرکار دو عالم ﷺ نے پوری امت کو خبردار فرمایا ہے کہ آپ کے بعد جو مدعیان نبوت پیدا ہوں گے وہ کھلے لفظوں میں اسلام سے علیحدگی کا اعلان کرنے کے بجائے دجل وفریب سے کام لیں گے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے نبوت کا دعویٰ کریں گے اور اس مقصد کے لئے امت کے مسلمہ عقائد میں ایسی کتر بیونت کی کوشش کریں گے جو بعض ناواقفوں کو دھوکے میں ڈال سکے۔ اس دھوکے سے بچنے کے لئے امت کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ میں خاتم النبیین ہوں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

چنانچہ آپ ﷺ کے ارشاد گرامی کے مطابق تاریخ میں آپ ﷺ کے بعد جتنے مدعیان نبوت پیدا ہوئے انہوں نے ہمیشہ اسی دجل وتلبیس سے کام لیا اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے اپنے دعوائے نبوت کو چکانے کی کوشش کی۔ لیکن چونکہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام قرآن کریم اور سرکار دو عالم ﷺ کی طرف سے اس بارے میں مکمل روشنی پا چکی تھی۔ اس لئے تاریخ میں جب بھی کسی شخص نے اس عقیدے میں رخنہ اندازی کر کے نبوت کا دعویٰ کیا تو اسے باجماع امت ہمیشہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا۔ قرون اولیٰ کے وقت سے جس کسی اسلامی حکومت یا اسلامی عدالت کے سامنے کسی مدعی نبوت کا مسئلہ پیش ہوا تو حکومت یا عدالت نے کبھی اس تحقیق میں پڑنے کی ضرورت نہیں سمجھی کہ وہ اپنی نبوت پر کیا دلائل وشواہد پیش کرتا ہے؟۔'' بلکہ صرف اس کے دعوائے نبوت کی بناء پر اسے کافر قرار دے کر اس کے ساتھ کافروں ہی کا سا معاملہ کیا۔ وہ مسیلمہ کذاب ہو یا اسود عنسی یا سجاح یا طلیحہ یا حارث یا مرزا غلام احمد قادیانی یا دوسرے مدعیان نبوت۔ حضرات صحابہ کرامؓ نے ان کے کفر کا فیصلہ کرنے سے پہلے کبھی یہ تحقیق نہیں فرمائی کہ وہ عقیدہ ختم نبوت میں کیا تاویلات کرتے ہیں۔ بلکہ جب ان کا دعوائے نبوت ثابت ہو گیا تو انہیں باتفاق کافر قرار دیا اور ان کے ساتھ کافروں ہی کا معاملہ کیا۔ اس لئے کہ ختم نبوت کا عقیدہ اس قدر واضح، غیر مبہم، ناقابل تاویل اور اجماعی طور پر مسلم اور طے شدہ ہے کہ اس کے خلاف ہر تاویل اسی دجل وفریب میں داخل ہے جس سے آنحضرت ﷺ نے خبردار کیا تھا۔ کیونکہ اگر اس قسم کی تاویلات کو کسی بھی درجے میں گوارا کر لیا جائے تو اس سے نہ صرف عقیدہ توحید سلامت رہ سکتا ہے نہ عقیدہ آخرت اور نہ کوئی دوسرا عقیدہ۔

اگر کوئی شخص عقیدہ ختم نبوت کا مطلب یہ بتانا شروع کر دے کہ تشریعی نبوت تو ختم ہو چکی ہے لیکن غیر تشریعی نبوت باقی ہے تو اس کی یہ بات بالکل ایسی ہے جیسے کوئی شخص یہ کہنے لگے کہ عقیدہ توحید کے مطابق بڑا خدا تو صرف ایک ہے۔ لیکن چھوٹے چھوٹے معبود اور دیوتا بہت سے ہو سکتے ہیں اور وہ سب قابل عبادت ہیں۔ اگر اس قسم کی تاویلات کو دائرہ اسلام میں گوارا کر لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اسلام کا اپنا کوئی عقیدہ، کوئی فکر، کوئی حکم اور کوئی اخلاقی قدر متعین نہیں ہے۔ بلکہ معاذ اللہ! یہ ایک ایسا جامہ ہے جسے دنیا کا بدتر سے بدتر عقیدہ رکھنے والا شخص بھی

اپنے اوپر فٹ کر سکتا ہے۔ لہذا امت مسلمہ قرآن وسنت کے متواتر ارشادات کے مطابق اپنے سرکاری احکام عدالتی فیصلوں اور اجماعی فتاویٰ میں اسی اصول پر عمل کرتی آئی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد جس کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا' خواہ وہ مسیلمہ کذاب کی طرح کلمہ گو ہو۔ اسے اور اس کے متبعین کو بلا تامل کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا ہے۔ چاہے وہ عقیدہ ختم نبوت کا کھلم کھلا منکر ہو یا مسیلمہ کذاب کی طرح یہ کہتا ہو کہ آپ ﷺ کے بعد چھوٹے چھوٹے نبی آسکتے ہیں یا سجاح کی طرح یہ کہتا ہوں کہ مردوں کی نبوت ختم ہوگئی اور عورتیں اب بھی نبی بن سکتی ہیں یا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح اس بات کا مدعی ہو کہ غیر تشریعی' ظلی اور بروزی اور امتی نبی ہو سکتے ہیں۔

امت مسلمہ کے اس اصول کی روشنی میں جو قرآن وسنت اور اجماع امت کی رو سے قطعی طے شدہ اور ناقابل بحث وتاویل ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے مندرجہ ذیل دعوؤں کو ملاحظہ فرمایئے:

''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔'' (دافع البلاء ص ۱۱' خزائن ج ۱۸ص ۲۳۱)

''میں رسول اور نبی ہوں۔ یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔'' (نزول المسیح ص ۳' خزائن ج ۲۲ص ۳۸۱)

''میں جبکہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہوگئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اور جبکہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کردوں یا اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۹' خزائن ج ۱۸ص ۲۱۰)

''خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ میں آدم ہوں۔ میں شیث ہوں۔ میں نوح ہوں۔ میں ابراہیم ہوں۔ میں اسحق ہوں۔ میں اسماعیل ہوں۔ میں یعقوب ہوں۔ میں یوسف ہوں۔ میں عیسیٰ ہوں۔ میں موسیٰ ہوں۔ میں داؤد ہوں اور آنحضرت ﷺ کے نام کا میں مظہر اتم ہوں۔ یعنی ظلی طور پر محمد ﷺ اور احمد ہوں۔'' (حاشیہ حقیقت الوحی ص ۷۲' خزائن ج ۲۲ص ۷۶)

''چند روز ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی اس میں سے ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا بار۔ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۱' خزائن ج ۱۸ص ۲۰۶)

''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔'' (ملفوظات ج ۱۰ص ۱۲۷)

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بہ عرفان نہ کمترم ز کسے

(نزول المسیح ص ۹۷، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

یعنی ’’انبیاء اگرچہ بہت سے ہوئے ہیں مگر میں معرفت میں کسی سے کم نہیں ہوں۔‘‘ یہ صرف ایک انتہائی مختصر نمونہ ہے۔ ورنہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابیں اس قسم کے دعوؤں سے بھری پڑی ہیں۔

مرزا قادیانی کے درجہ بدرجہ دعوے

بعض مرتبہ مرزائی مسلمانوں کو غلط فہمی میں ڈالنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کے ابتدائی دور کی عبارتیں پیش کرتے ہیں جن میں مرزا غلام احمد قادیانی نے دعوائے نبوت کو کفر قرار دیا ہے۔ لیکن خود مرزا قادیانی نے واضح کردیا ہے کہ وہ مجدد، محدث، مسیح موعود اور مہدی کے مراتب سے ترقی کرتے ہوئے درجہ بدرجہ نبوت کے منصب تک پہنچے ہیں۔ مرزا قادیانی نے اپنے دعوؤں کی جو تاریخ بیان کی ہے اسے ہم پوری تفصیل کے ساتھ اسی کے الفاظ میں نقل کرتے ہیں۔ تاکہ اس کی عبارات کو پورے سیاق وسباق میں دیکھ کر ان کا پورا مفہوم واضح ہو سکے۔ کسی نے مرزا قادیانی سے سوال کیا تھا کہ آپ کی عبارتوں میں یہ تناقض نظر آتا ہے کہ کہیں آپ اپنے آپ کو غیر نبی لکھتے ہیں اور کہیں اپنے آپ کو ’’مسیح سے تمام شان میں بڑھ کر‘‘ قرار دیتے ہیں۔ اس کا جواب دیتے ہوئے مرزا قادیانی نے حقیقت الوحی میں لکھا ہے کہ:

اس بات کو توجہ کرکے سمجھ لو کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ میں میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔ اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خداتعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسولﷺ نے دی تھی۔ مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر سے نازل ہوں گے۔ اس لئے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا۔ بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ میں شائع کیا۔ لیکن بعد اس کے اس کے بارے میں بارش کی طرح وحی الٰہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تو ہی ہے اور ساتھ اس کے صدہا نشان ظہور میں آئے اور زمین وآسمان دونوں میری تصدیق کے لئے کھڑے ہوگئے اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان میرے پر جبر کرکے مجھے اس طرف لے آئے کہ آخری زمانہ میں مسیح آنے والا میں ہی ہوں۔ ورنہ میرا اعتقاد تو وہی تھا .... جو میں نے براہین احمدیہ میں لکھ دیا تھا۔ اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے؟۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خداتعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے (بقیہ ص۷۱ پر)

تحریر: مولانا اللہ وسایا

آہ! مولانا خدا بخش شجاع آبادیؒ

آج سے تقریباً ایک صدی قبل حضرت امیر شریعتؒ اور ان کے گرامی قدر رفقاء نے قادیان میں ختم نبوت کے کام کی بنیاد رکھی تھی۔ قادیان سے ملتان‘ چنیوٹ سے چناب نگر تک وہ سلسلہ بحمدہٖ تعالیٰ جاری وساری ہے۔ ۱۹۷۴ء کے اواخر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے چناب نگر میں اپنے کام کا آغاز کیا‘ اب تو الحمدللہ مساجد ومدارس کی بہار کی فضا قائم ہوگئی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ہر سال ماہ شعبان کی تعطیلات میں پورے ملک کی دینی جامعات کے علماء وطلباء کی بہت بڑی تعداد سالانہ ردِ قادیانیت کورس میں تربیت حاصل کرتی ہے۔ امسال کورس کے اختتام پر ہی چوبیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کے موقع پر ہمیشہ رفقاء کی مختلف ڈیوٹیاں لگتی ہیں۔ فقیر کے ذمہ ملک بھر سے تشریف لانے والے مہمانانِ کے عمومی کھانا کے کام کی نگرانی کرنا ہوتی ہے۔ گزشتہ چوبیس سال سے مہمانوں کو کھانا کھلانے کا نظم حضرت المکرّم قاری محمد ابراہیم صاحب مہتمم جامعہ طیبہ گرین ٹاؤن فیصل آباد کے ذمہ ہوتا ہے۔ قاری محمد اشفاق صاحب بخاری مسجد جناح کالونی‘ قاری محمد ابوبکر دونوں حضرات کی سرپرستی میں سینکڑوں طلباء کھانے کے پنڈال میں ڈیوٹی دیتے ہیں۔ ۲۹/ستمبر ۲۰۰۵ء بروز جمعرات مغرب کے بعد فقیر راقم کھانے کے پنڈال میں مہمانوں کی خدمت میں مصروف تھا۔ اسی اثنا میں موبائل پر کال آئی‘ فون کرنے والے نے ”ارشد شجاع آباد سے بول رہا ہوں“ کہا تو میرا ماتھا ٹھنکا‘ وہی ہوا جس کا خدشہ تھا۔ ارشد صاحب مولانا خدا بخش صاحب کے خواہر زادہ ہیں‘ جنہیں مولانا کے کہنے پر مولانا عبدالرؤف جتوئی مرحوم نے ٹیلی فون کے محکمہ میں بھرتی کرایا تھا‘ انہوں نے بتایا کہ حضرت مولانا خدا بخش صاحب انتقال فرماگئے۔ کل ۳۰/ستمبر جمعہ کو جنازہ ہوگا۔ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت برکاتہم یا آپ‘ کوئی ایک ضرور شرکت کرے۔ ہزاروں مہمان ملک بھر سے آئے ہوئے تھے۔ کانفرنس جاری تھی‘ درمیان سے وقت نکالنا ناممکن تھا۔ ان سے عرض کیا کہ ہم مشورہ کرتے ہیں۔ ضرور سبیل نکالنے کی کوشش کریں گے‘ لیکن آپ ہمارا انتظار نہ کریں‘ اپنی سہولت کے مطابق جنازہ کا نظم بنائیں‘ ہمارا مقدر ہوا تو شریک ہوجائیں گے‘ لیکن ہمارے انتظار کی وجہ سے جنازہ میں تاخیر بالکل نہ ہونے پائے۔

جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا کے شیخ الحدیث‘ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی پالیسی ساز شخصیت حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی دامت برکاتہم کانفرنس کے پہلے دن ظہر کے قریب کانفرنس میں شرکت کے لئے

تشریف لائے۔ اگلے روز جمعہ سے قبل آپ کے بیان کا نظم طے تھا۔ پہلی رات کی نشست کی صدارت بھی آپ نے کرنا تھی۔ جمعہ سے قبل کورس کے تین سو فضلاء اور حفظ کے پندرہ طالب علموں کو اسناد و انعامی کتب بھی آپ کے ہاتھوں دینے کا نظم طے تھا۔ آپ نے ان امور میں بیک وقت اپنی طرف سے اصالتاً اور حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم اور حضرت اقدس سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم نائب امیر کی طرف سے نیابتاً نمائندگی فرمانا تھی۔ وہ ظہر سے قبل تشریف لائے تھے۔ اطلاع کے باوجود فقیر ان کی زیارت کے لئے وقت نہ نکال پایا تھا' اب آپ کی طرف سے یکے بعد دیگرے دو تین آدمی آئے کہ ''حضرت شیخ'' یاد فرمارہے ہیں۔ اس وقت شام کا کھانا کھلانے کا کام عروج پر تھا۔ ہزاروں ساتھی کھانے کے پنڈال میں کھانا کھا رہے تھے' اس سے کہیں زیادہ انتظار میں تھے' لیکن آنکھیں بند کر کے ''حضرت شیخ'' سے ملاقات کے لئے چل پڑا' ابھی تک کسی کو حضرت مولانا خدا بخش مرحوم کے انتقال کی خبر فقیر نے نہیں سنائی تھی۔ ''حضرت شیخ'' کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ نے شفقت سے گلے لگایا' تھپکی دی' تمام تھکاوٹیں دور ہوگئیں۔ فرمایا کہ تین کاموں کے لئے آپ کو بلایا ہے۔ ایک تو مولانا خدا بخشؒ کی تعزیت کرنی ہے' دوسرا جنازہ میں شرکت کے لئے مشورہ کرنا ہے' تیسرا آپ کو کھانا کھلانا ہے' اس لئے کہ میری اطلاع کے مطابق کام کی زیادتی کے باعث آپ ان دنوں کھانا نہیں کھا پاتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت مولانا خدا بخشؒ کے عزیزوں کا آپ کو فون آچکا تھا' وہ آپ سے جنازہ پڑھانے کے لئے اصرار کر رہے تھے۔ فقیر نے عرض کیا کہ حضرت! مولانا خدا بخش صاحب تو ہمارا راس المال تھے' پوری رات آپ کے لئے سفر کرنا' پھر یہاں کانفرنس میں تقسیم اسناد' صدارت' بیان' ان کا کوئی متبادل حل سامنے نظر نہیں آتا' دسترخوان پر دیر تک حضرت مولانا خدا بخش صاحب کا ذکر خیر جاری رہا' رات کے اجلاس میں کانفرنس کے منتظم اعلیٰ حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد نے مولانا مرحوم کے لئے قرارداد تعزیت پیش کی۔

حضرت مولانا خدا بخش صاحب کے والد گرامی کا نام حاجی سلطان محمود تھا' سیوڑا قوم سے تعلق رکھتے تھے' خاندانی طور پر زمیندارہ پیشہ تھا' چاہ سدو والا موضع رکن ہٹی تحصیل شجاع آباد کے رہائشی تھے۔ حاجی سلطان محمود صاحب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر ثانی' خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی مرحوم کے جمعہ کے نمازی تھے۔ قاضی صاحب انہیں شفقت سے اپنا بھائی کہتے تھے۔ حاجی سلطان محمود نے اپنے گھر سے قریبی بستی میں حضرت مولانا محمد واصلؒ کے ہاں اپنے فرزند خدا بخش کو ناظرہ قرآن مجید کے لئے بٹھایا' جب اس سے فراغت ہوئی تو ان کو دینی تعلیم کے لئے دارالعلوم کبیر والا میں داخل کرادیا۔ مولانا خدا بخش اس لحاظ سے خوش نصیب تھے کہ بیک وقت حضرت مولانا عبدالخالقؒ' حضرت مولانا عبدالمجید صاحب دامت برکاتہم' حضرت مولانا علی محمد صاحبؒ' حضرت مولانا علامہ منظور الحقؒ' حضرت علامہ ظہور الحقؒ ایسے شہرہ آفاق ''اکابر خمسہ'' سے آپ نے کسب فیض کیا۔ کریما سے بخاری شریف تک کی تعلیم ''یک در گیر و محکم گیر'' ۔ مصداق دارالعلوم کبیر والا میں حاصل کی۔

۶۵۔۱۹۶۶ء میں آپ نے دورۂ حدیث شریف کیا‘ فراغت کے بعد سال چھ ماہ مدرسہ تعلیم الابرار ملتان میں تدریس کی‘ اس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ تبلیغ سے وابستہ ہو گئے۔ مولانا خدا بخش صاحب نے اپنی بھرپور جوانی سے بڑھاپے تک تقریباً ۳۸ سال عقیدۂ ختم نبوت کی پاسبانی کا فریضہ انجام دیا۔ مولانا جوانی میں میانہ قد‘ گندم گوں سرخی مائل رنگ‘ کتابی چہرہ‘ بھرواں جسم‘ اجلے لباس‘ میں ہر جگہ نمایاں نظر آتے تھے۔ نگاہ کہیں نشانہ کہیں کے بمصداق شب و روز اپنے کام میں منہمک رہے۔ دوستوں کے دوست تھے‘ ہر وقت رفقاء کے جھرمٹ میں گھرے رہتے تھے۔ ان کے ہاں کوئی راز نہ تھا‘ کوئی ان سے راز کی بات کہتا اس کے اٹھنے سے پہلے اسے وہ گویا انٹرنیٹ پر فیڈ کر کے نشر کر دیتے۔ اس حکمت عملی کا فائدہ یہ ہوا کہ کوئی کسی کی غیبت کرنے سے قبل ہزار بار سوچتا کہ یہ بات ظاہر ہو جائے گی‘ ویسے وہ بات اگلوا کر معاملہ کی تہہ تک پہنچنے کے ماہر تھے۔ مولانا خدا بخشؒ نے تدریس نہ کی ورنہ وہ ذی استعداد بہت اچھے مدرس بن سکتے تھے۔ افہام و تفہیم پر ان کو مکمل دسترس تھی‘ مشکل سے مشکل بات آسان پیرایہ میں اور سخت سے سخت مطالبہ خوبصورت نرم الفاظ میں بیان کرنے کے خوگر تھے‘ یہی وجہ ہے کہ زندگی بھر کبھی جیل‘ مقدمہ‘ گرفتاری کی آزمائش میں مبتلا نہیں ہوئے۔

ڈیرہ غازی خان‘ بہاولپور‘ بہاولنگر میں مجلس کے مبلغ رہے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران میں آپ بہاولنگر کے مبلغ تھے‘ تحریک کو اپنے حلقہ میں پروان چڑھانے کے لئے ہمہ تن مصروف عمل رہے‘ تحریک کے نتیجہ میں چناب نگر کو کھلا شہر قرار دیا گیا تو ۱۹۷۴ء کے اواخر میں آپ نے سب سے اول اہل اسلام کی طرف سے فرض کفایہ ادا کیا۔ پہلے بلدیہ کے تھڑا پر نمازوں کا اہتمام‘ پھر مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن کی تعمیر‘ بعدہ مسلم کالونی میں مسجد و مدرسہ کا قیام‘ ان تمام کاموں میں وہ برابر کے حصہ دار تھے۔ حق تعالیٰ نے آپ کو ردّ قادیانیت پر کامل دسترس بخشی تھی۔ اس وقت نئی ٹیم کے اکثر و بیشتر مبلغین حضرات کے آپ استاذ تھے۔ آپ نے مناظر اسلام فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ سے ردّ قادیانیت کی تربیت حاصل کی تھی اور مولانا محمد حیاتؒ کے منظور نظر شاگردوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا‘ یہی حال باقی اساتذہ کا تھا‘ مولانا مرحوم مردم شناس تھے۔ اساتذہ کے مزاج کو سمجھتے اور پھر اس کے مطابق طرز عمل اختیار کر کے ان کے دلوں میں گھر کر جاتے اور دعائیں لیتے۔

مولانا دھڑے کے پکے کی بجائے ”رانجھا سب وا سانجھا“ پر عمل پیرا ہوتے۔ البتہ جن سے دلی تعلق ہوتا ان کے متعلق کبھی کوئی پہلو دار گفتگو نہ سن سکتے تھے۔ عزت دار شخص تھے‘ اپنے مفاد یا ذات کے متعلق کوئی خفت کا پہلو آتا تو ان کی طبیعت کڑھائی میں چنے کی طرح رقص کناں ہو جاتی تھی۔ مولانا نے بیک وقت مختلف الخیال حضرات سے دوستی کی اور اس کو خوب نبھایا۔ مثلاً مناظر اسلام امام اہلسنت مولانا عبدالستار تونسوی دامت برکاتہم اور حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ خطیب اسلام کے مزاج میں آخری دور میں جماعتی ہم آہنگی نہ رہی‘ لیکن مولانا خدا بخش نے دونوں حضرات سے تعلق نبھایا اور خوب نبھایا۔ مولانا اپنے کام سے کام رکھتے‘ جس مجلس یا ماحول میں جاتے ان کی ہاں میں

ہاں ملا کر گوشہ عافیت تلاش کرتے ان پر اپنی رائے مسلط کرنا یا ان سے اختلاف کرنا ان کے مزاج کے خلاف تھا۔

پنجابی کا محاورہ ہے ”جتنا ٹرساں ستھرا ٹرساں“ جو کام کیا صاف کیا۔ سارے جہاں کا کام اپنے ذمہ بالکل نہ لیتے تھے۔ عزیمت کی بجائے رخصت پر زندگی بھر عمل کیا۔ ”خلق الانسان ضعیفا“ کی عملی تفسیر تھے۔ زندگی خوب مزے سے گزاری‘ نہانا‘ کپڑے بدلنا‘ حجامت بنانا‘ وقت پر کھانا‘ وقت پر نیند‘ غرض عبادت وریاضت‘ تلاوت وذکر جو معمولات تھے‘ وقت پر کرنے کے قائل تھے۔ زندگی بھر کبھی جھمیلوں میں نہیں پڑے‘ ان کی مجلس میں دو مختلف المزاج یا مختلف النظریہ دوست جمع ہوجاتے‘ ان کے درمیان خود متنازعہ موضوع کو چھیڑ دیتے‘ اب ان دونوں کی طرف سے گرم وسرد دلائل شروع ہوجاتے‘ آپ ابتدا میں ایک کی‘ پھر دوسرے کی حمایت کرتے جب مجلس خوب جم جاتی بات تکرار تک پہنچ جاتی تو صلح کرادیتے اور وعظ ونصیحت سے کام لیتے کہ میاں اپنے اپنے موقف پر خوب دلائل دو تلخی ٹھیک نہیں۔ دوستوں کی گرم مزاجی ناقابل اصلاح ہوجاتی تو دامن جھاڑ‘ چادر کندھے پر رکھی اور اس پورے قضیہ سے لاتعلق ہوکر بیٹھ گئے۔ دوستوں کو ایسے پٹخنی دیتے کہ ان کا دھڑن تختہ ہوجاتا‘ کوئی شکوہ کرتا تو فرمادیتے کہ تمہیں کس بے وقوف نے کہا تھا کہ معاملہ کو یہاں تک لے جاؤ۔ فقیر کو دوبار حضرت مولانا کے ساتھ حج کی سعادت نصیب ہوئی‘ ان کی پوری تبلیغی زندگی میں اکثر وبیشتر ساتھ رہا۔ ابتدا میں حضرت مولانا سید منظور احمد شاہ حجازیؒ مولانا خدا بخشؒ اور فقیر ہم تینوں کی مجلس میں تکون قابل رشک ہوتی‘ جس مجلس میں اکٹھے ہوئے منہ‘ کان‘ کندھا ملا کر اکٹھے مصرعہ اٹھاتے اور سماں باندھ دیتے۔ اچھے دوست تھے اور بہت اچھے دوست تھے۔ فقیر سے چند ماہ مجلس میں پہلے آئے تھے لیکن علم وفضل‘ قابلیت وصلاحیت معاملہ فہمی ہر اعتبار سے فقیر سے کروڑ گنا سینئر تھے۔ بایں ہمہ اتنا عرصہ اتنے قرب کے باوجود ان کی زندگی کے بعض پہلو ایسے تھے‘ جس میں اپنی مثال آپ تھے۔ آج سے دس گیارہ سال قبل کی بات ہوگی کہ ”قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت“ کتاب مرتب ہورہی تھی‘ پروفیسر یوسف سلیم چشتی مرحوم کا مضمون ماہنامہ ”حقیقت اسلام“ لاہور میں قسط وار شائع ہوا تھا‘ جسے نصف صدی بیت چکی تھی۔ عنوان تھا ”ضرورت مجدد“ پروفیسر صاحب مرحوم نے مجدد کے دس معیار قائم کرکے اس پر مرزا قادیانی کو ناپا یا تو قادیانی کذاب کوتاہ قامت اور کندذہن ثابت کیا۔ لاہوری مرزائیوں کے رد میں بہت عمدہ مقالہ تھا‘ لیکن اس کی کچھ اقساط مرکزی دفتر کی لائبریری سے شارٹ تھیں۔ مولانا خدا بخش صاحب سے تذکرہ ہوا‘ مضمون کی خوب تعریف فرمائی‘ اس کی اشاعت پر بھرپور لیکچر دیا اور فرمایا کہ میں نے اسے مکمل پڑھا ہے بہت عمدہ دستاویز ہے اسے ضرور شائع ہونا چاہئے۔ مولانا کی مہمیز لگانے سے میری تلاش کی رفتار تیز ہوگئی۔ بہاولپور‘ ملتان‘ لاہور‘ اسلام آباد‘ کراچی کی سرکاری وغیر سرکاری لائبریریوں کو چھان مارا اقساط مکمل نہ ہوسکیں۔ اس کی تلاش کا جنون سوار تھا (بعد میں مولانا محمد اقبال نعمانی خطیب علی پور چٹھہ کی زبانی معلوم ہوا کہ پروفیسر یوسف چشتی ہمارے استاذ مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر رحمہ اللہ کے کالج کے زمانہ کے استاذ تھے یہ نسبت نہ بیٹھنے دیتی تھی) دس گیارہ سال تلاش کی دھن سوار رہی‘ اور اس صورت حال کے لمحہ

لمحہ کی مولانا خدا بخش صاحب کو اطلاع تھی بلکہ ان کے سامنے سب کچھ ہو رہا تھا۔ دس گیارہ سال بعد وہ مقالہ کتابی شکل میں جھنڈیر لائبریری میلسی سے مل گیا۔ فوٹو لیا' ماہنامہ ''لولاک'' میں قسط وار شائع کیا' ماہنامہ ''لولاک'' میں اس مقالہ کے ''انٹرو'' میں مولانا خدا بخش صاحب کے حکم پر شائع کرنے کا اعتراف کیا۔ بعدۂ اسے احتساب قادیانیت کی کسی جلد میں شائع کر کے سکون پایا' تو ایک دوست کو مولانا خدا بخش صاحب نے فرمایا کہ یہ مقالہ کتابی شکل میں میرے پاس بیس سال سے موجود ہے۔ مولانا اور فقیر کے رہائشی کمرے سوالی و جوابی ہیں پانچ فٹ پر کتاب مولانا کے پاس پڑی ہے۔ میں تلاش میں دیوانہ ہو رہا ہوں' لیکن مولانا نے کتاب کی ہوا تک نہ لگنے دی' یہ سنا تو آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا' عرض کیا کہ حضرت! واقعی کتاب آپ کے پاس تھی؟ بلاتکلف فرمایا: ہاں تھی اور اب بھی ہے۔ حضرت! آپ نے ذکر تک نہیں کیا؟ فرمایا کہ میری کتاب تھی' مجھے حق حاصل تھا کہ میں آپ کو دوں یا نہ دوں' واقعی دلیل وزنی تھی' میں لاجواب ہو گیا۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مولانا کی قوت ارادی کتنی مضبوط تھی' لیکن مولانا مرحوم کے اس طرز عمل سے نہ صرف مجھے بلکہ مجلس کو یہ فائدہ ہوا کہ اس مقالہ کے تلاش کرتے کرتے پانچ صد سے زائد نایاب کتب ردِ قادیانیت کا مجلس کے کتب خانہ میں (اصل یا فوٹو) اضافہ ہو گیا۔ حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ جب مجلس کی لائبریری کے انچارج تھے تو ردِ قادیانیت پر کتب کی تعداد آٹھ صد کے قریب ہو گی۔ اب تعداد اٹھارہ صد کے قریب ہے۔ اس زمانہ میں یقیناً نئی کتب شامل ہوئیں' لیکن پانچ صد یا اس سے بھی زائد وہ ہیں جو اس مقالہ کی تلاش میں حاصل ہوئیں اور مجلس کے کتب خانہ میں اضافہ ہوا۔ جس کا باعث مولانا خدا بخش بنے اور یقیناً اس کا ثواب بھی ان کو ہو گا۔

مولانا مرحوم نے قلم و قرطاس سے کبھی تعلقات استوار نہیں کئے چار سطری خط بھی لکھنا ان پر کوہ ہمالیہ کی چوٹی سر کرنے کے برابر تھا' کبھی ترنگ میں آ کر کچھ لکھا تو خوب تر لکھا۔ البتہ کتب بینی و مطالعہ کے رسیا تھے' آخری عمر تک کوئی کتب پڑھے بغیر نہ چھوڑتے تھے' اکثر مجالس ان کی علمی ہوا کرتی تھیں۔ طالب علمی اور عملی زندگی میں مولانا کی طبیعت ہمیشہ سہل پسند واقع ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی آخرت کو بھی سہل فرمائیں۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

ہزاروں ان کے شاگرد' پورے ملک کی سرزمین کے چپہ چپہ پر ان کی تبلیغ کے اثرات' چناب نگر کے مساجد و مدارس ان کے لئے ذخیرۂ آخرت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں' گزشتہ سال چناب نگر میں کورس کے دوران شوگر کی بیماری کے باعث طبیعت مضمحل ہوئی' سال بھر علاج جاری رہا' مولانا نے ہمت نہ ہاری' کسی کے محتاج نہ ہوئے' لیکن مکمل رو بصحت بھی نہ ہو سکے' جان پہچان' حافظہ' مکمل آخیر تک کام کرتا رہا۔ وقت موعود آن پہنچا' ترسٹھ سال کی عمر میں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر رب کے حضور حاضر ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ اپنے رحم و کرم کا اپنی شایانِ شان معاملہ فرمائیں۔ آمین۔ بحرمۃ النبی الامی الکریم خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

ادارہ

جماعتی سرگرمیاں!

حکومت قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا نوٹس لے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے زیر اہتمام سالانہ ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد عثمانیہ لاہور کینٹ میں حضرت مولانا شاہ محمد مدظلہ کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں جناب صاحبزادہ طارق محمود' حضرت مولانا محمد اسماعیل کاظمی' حضرت مولانا امجد خان' حضرت مولانا سید محبوب الحسن' حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی' جناب سید محبوب شاہ ہاشمی اور دیگر مقررین نے قادیانی فتنہ کی بڑھتی ہوئی ریشہ دوانیوں کی شدید مذمت کی اور مطالبہ کیا کہ حکومت قادیانی فتنہ کی اسلام اور آئین کے منافی سرگرمیوں کا سخت سے سخت نوٹس لے اور فتنہ قادیانیت سے متعلق کی گئی آئین وقانون سازی پر مکمل عمل درآمد کرایا جائے اور قادیانیوں کی تمام منفی سرگرمیوں کا نوٹس اور کڑی نگاہ رکھی جائے۔ دینی رہنماؤں نے اسلام اور آئین کے برعکس سرگرمیوں میں ملوث سربمہر کردہ قادیانی پریس کو دوبارہ بحال کرنے کے اقدام پر شدید احتجاج کیا اور اسے اسلام سے غداری اور بدترین قادیانیت نوازی قرار دیا اور کہا کہ حکومت نے اسلامی لٹریچر پر پابندی اور قادیانیوں کے غیر اسلامی وغیر آئینی لٹریچر کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔ اگر حکومت نے اسلام دشمن اور قادیانیت نوازی ترک نہ کی تو دینی جماعتیں راست اقدام کرنے سے ہرگز گریز نہیں کریں گی اور اس طرح اسلام دشمن اور قادیانیت نواز حکمرانوں کو بھی لے ڈوبے گی۔

قادیانی عوام کے چندے اور مرزا قادیانی کے خاندان کی عیاشیاں

جرمن کے شہر آفن میں اسلام قبول کرنے والے ممتاز قادیانی رہنما اور سابق سیکرٹری امور عامہ جماعت قادیانیہ زعیم انصار اللہ سہ پہر جناب سید منیر احمد نے اپنے قبول اسلام کے حوالے سے جناب شیخ راحیل احمد کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ قادیانی جماعت قادیانی عوام کو بے وقوف بنا رہی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندان عام لوگوں سے ایسا ہی سلوک کرتا ہے جیسا مزارع یا نوکر سے جاگیردار اور مالک کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اصولوں (یعنی مختلف ناموں) سے لئے گئے چندے مرزا قادیانی کے خاندان کے اللوں تللوں پر خرچ ہوتے ہیں اور عام غریب قادیانی کو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ قبول اسلام کے متعلق ایک سوال کے جواب میں سید منیر احمد نے کہا کہ میں نے قرآن وحدیث کے مطالعے اور قادیانی مذہب کے باطل ہونے کے یقین کے بعد اسلام قبول کیا۔

انہوں نے کہا کہ مجھے اپنے قادیانی رشتہ داروں سے جان کا خطرہ ہے۔ وہ دھمکیاں دے رہے ہیں۔ لیکن میں انشاء اللہ! ثابت قدم رہوں گا۔ انہوں نے قادیانیوں کے نام اپنے ایک پیغام میں کہا کہ قادیانی ایک جھوٹے انسان کے پیچھے آنکھیں بند کر کے چل رہے ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندان اپنی عیاشی کے لئے جھوٹ بول رہا ہے۔ اس لئے میری قادیانیوں سے اپیل ہے کہ تمام قادیانی مشرف بہ اسلام ہو جائیں۔

قادیانی جماعت کے مرکز پر فائرنگ...... حقیقت کیا ہے؟

جمعہ کے روز منڈی بہاؤالدین کے علاقے موضع مونگ میں تین مسلح موٹر سائیکل سواروں نے قادیانی جماعت کے عبادت خانے بیت الذکر میں فائرنگ کر کے 8 قادیانی افراد کو ہلاک اور 27 کو شدید زخمی کر دیا۔

قادیانی مرکز پر ہونے والا حملہ اپنی نوعیت کی ایک نئی کارروائی ہے۔ بعض حلقے اس کارروائی کو فرقہ وارانہ دہشت گردی کا واقعہ قرار دے رہے ہیں۔ لیکن یہ امر بہت زیادہ غور طلب ہے کہ اگر قادیانیوں کے خلاف برصغیر کے مسلمانوں اور مسلمانان پاکستان کی اب تک کی تحریک کا صحیح معنوں میں جائزہ لیا جائے تو یہ بات سب جانتے ہیں کہ اس تحریک نے کبھی بھی تخریب کاری اور دہشت گردی کا راستہ اختیار نہیں کیا۔

قیام پاکستان کے بعد جب قادیانیوں نے پر پرزے نکالنے شروع کئے اور اسلام کے مسلمہ عقائد کے برعکس اہل پاکستان کو گمراہ کرنے کا وسیع پیمانے پر منصوبہ بنایا تو علمائے کرام کی قیادت میں قادیانی دجل وفریب کے خلاف عوامی تحریک چلی۔ ہزاروں مسلمان قادیانیوں اور قادیانیت نوازوں کی گولیوں کا نشانہ بنے اور ناموس رسالت ﷺ پر قربان ہو گئے۔ 1974ء میں دوبارہ تحریک چلی تو پھر اسلامیاں پاکستان نے قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے پرامن احتجاجی تحریک چلائی جس کے نتیجے میں پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو کافر قرار دے دیا۔ اسی طرح 80 کی دہائی میں صدارتی آرڈیننس کی منظوری بھی پرامن طریقے سے ہوئی اور کسی قسم کی دہشت گردی کے واقعات رونما نہیں ہوئے۔ بظاہر ایسا لگتا ہے کہ یہ کارروائی پاکستان میں انتشار پھیلانے اور دینی تحریکوں کے خلاف مزید کارروائیوں کا جواز پیدا کرنے کی کسی بڑی سازش کا حصہ ہے۔

دہشت گردی کے اس واقعے کا دوسرا مقصد قادیانیوں کے بارے میں ہمدردی پیدا کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ واقعہ کے فوراً بعد واقعہ کی مذمت اور قادیانیوں سے ہمدردی اور خیر خواہی کے بیانات آنا شروع ہو گئے ہیں۔ قادیانیوں اور ان کے ہمنواؤں کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ کسی نہ کسی طریقے سے توہین رسالت کے قانون کو ختم کرا دیں۔ اس کے لئے وقتاً فوقتاً مختلف حیلے اور بہانے تراشے جاتے ہیں۔ جس کے لئے ملک میں کام کرنے والی مختلف این جی اوز کو بھی کبھی انسانی حقوق اور کبھی مذہبی رواداری کے نام پر استعمال کیا جاتا ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ فوری طور پر واقعہ کی تحقیقات کرائے اور اصل مجرموں کو قرار واقعی سزا دے کر حقیقی اسباب اور مقاصد کی تہہ تک پہنچے۔ تاکہ آئندہ ایسے واقعات کا سدباب ہو سکے اور ملک میں امن وامان کی صورت حال کو بگاڑنے والوں کی سازشوں کا خاتمہ ہو۔

سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں منظور کی جانے والی قراردادیں

❁...... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانیوں کی غیر اسلامی سرگرمیوں اور ان کی جانب سے مسلمانوں کو قادیانی بنانے کی سازشوں کا سدباب کیا جائے۔

❁...... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ امتناع قادیانیت کے قوانین پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔

❁...... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ بیورو کریسی اور قانون نافذ کرنے والے اداروں سے قادیانیوں کو نکال باہر کیا جائے۔

❁...... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت بین الاقوامی سطح پر اسلام کے امن پسندانہ تشخص کو اجاگر کرے اور اسلام کی اصل تعلیمات کی عکاسی کرتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں کا دفاع کرے۔

❁...... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ امریکی محکمہ خارجہ کی سالانہ رپورٹوں میں قادیانیوں پر فرضی مظالم کی جھوٹی خبروں کی اشاعت کی مذمت کرتے ہوئے اس کے سدباب کے لئے اپنا کردار ادا کرے۔

❁...... یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ توہین رسالت کے قانون کو اس کی اصل شکل میں نافذ کیا جائے۔

❁...... یہ اجتماع عالمی مجلس کے رہنماؤں حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ کی دہشت گردوں کے ہاتھوں مظلومانہ شہادت کے حوالے قاتلوں کی تاحال عدم گرفتاری کی مذمت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ دونوں حضرات کے قاتلوں کو فوری طور پر گرفتار کر کے انہیں قرار واقعی سزا دی جائے۔

❁...... یہ اجتماع عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں جناب سید امین گیلانیؒ' حضرت مولانا خدابخشؒ جناب حافظ احمد بخشؒ حضرت مولانا عبدالعزیز جتوئیؒ' حضرت مولانا صوفی اللہ وسایا' حضرت مولانا غلام محمد علی پوریؒ جناب حافظ محمد الیاسؒ حضرت مولانا منظور شاہؒ کے انتقال پر انتہائی غم واندوہ کا اظہار کرتے ہوئے تمام مرحومین کے لواحقین اور پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتا ہے اور مرحومین کے لئے مغفرت وبلندئ درجات کی دعا کرتا ہے۔

❁...... یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت ملک میں کئی عشروں سے علمائے کرام کے خلاف جاری مہم اور ان کے قتل عام کا مستقل بنیادوں پر سدباب کرے اور علمائے کرام کے قاتلوں کو گرفتار کر کے انہیں عبرتناک سزائیں دے۔

اظہار تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاول نگر کے مبلغ حضرت مولانا محمد قاسم رحمانی کے سسر جناب حاجی حسن بخشؒ گزشتہ دنوں انتقال فرماگئے۔ احباب سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

قادیانی خاتون کا قبول اسلام

نفیس نگر تعلقہ جھڈو کی رہائشی ساجدہ بنت رسول بخش نے عالمی مجلس کے رہنما جناب قاری عبدالستار ارائیں کے ہاتھ پر قادیانیت پر لعنت بھیجتے ہوئے اسلام قبول کر لیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت نصیب فرمائیں۔ آمین!

بغیر ایڈریس توہین آمیز ویب سائٹ کی تحقیقات کرائی جائے

فیصل آباد (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے وزیراعظم پاکستان اور وفاقی وزیر آئی ٹی سے مطالبہ کیا ہے کہ غیر مسلم قادیانی جماعت ٹلفورڈ لندن اور چناب نگر کی طرف سے انٹرنیٹ پر بغیر ایڈریس بوگس فرضی دو ویب سائٹ کھولنے اور توہین آمیز مخرب الاخلاق تحریر جاری کرنے کی تحقیقات کرائی جائے اور قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا مسرور غیر مسلم قادیانی ٹلفورڈ لندن اور مقامی صدر مرزا خورشید غیر مسلم قادیانی کے خلاف مقدمات چلائے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی جماعت نے پہلے ایک ویب سائٹ ''مولوی فقیر محمد پاکستان'' کے نام پر کھولی تھی' اس غیر قانونی سائٹ کو بند نہیں کرایا گیا' اب قادیانی جماعت نے پرسیکیوشن کے نام پر دو اور ویب سائٹ کھولی ہیں' جن میں گالیاں لکھی گئی ہیں' اس سلسلہ میں ای میل کے ذریعہ امریکا میں ان ویب سائٹ کا ایڈریس طلب کیا گیا تو جواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ ان کا کوئی ایڈریس نہیں ہے' اگر ان کا ایڈریس ہوتا تو اس کا جواب دیا جاتا اور مخرب الاخلاق زبان استعمال کرنے پر توہین ہتک کا مقدمہ چلایا جاتا' جبکہ قادیانی جماعت شکست کھا گئی ہے' اس لئے گالیوں پر اتر آئی ہے جیسا کہ ان کا گرو مرزا غلام احمد قادیانی مخالفوں کو گالیاں دیا کرتا تھا۔

قادیانی غیر مسلم ''اسلم'' کے نام پر ''اسلم پور'' رکھنے کا فیصلہ منسوخ کیا جائے

فیصل آباد (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے وزیراعلیٰ اور وزیر بلدیات پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ مسلمانوں کے گاؤں اونچی کھرولیاں تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں نئی یونین کونسل کا نام قادیانی غیر مسلم ''اسلم'' کے نام پر ''اسلم پور'' رکھنے کا فیصلہ منسوخ کیا جائے اور قادیانیوں کے دو گھروں کی خاطر اونچی کھرولیاں کا نام تبدیل کر کے غیر مسلم اسلم کے نام پر اسلم پور رکھنے کا نوٹیفکیشن منسوخ کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کے احتجاج پر اونچی کھرولیاں کا نام تبدیل کر کے قادیانی غیر مسلم کے نام پر اسلم پور رکھنے کا نوٹیفکیشن پر عمل درآمد روک دیا گیا تھا' مگر نوٹیفکیشن منسوخ نہیں ہوا۔ اب حکومت پنجاب نے ایک قادیانی غیر مسلم کو خوش کرنے کے لئے نئی یونین کونسل بنائی ہے جس کا نام اونچی کھرولیاں کی بجائے اسلم پور رکھا گیا ہے' جبکہ اس قادیانی نے اونچی کھرولیاں میں ایک ہسپتال قائم کیا ہے' اس کے کاغذات پر بھی کھرولیاں کی بجائے' اسلم پور لکھا گیا ہے۔ مقام افسوس ہے کہ حکومت پنجاب علاقہ کے لاکھوں مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو مجروح کر کے ایک قادیانی باپ بیٹا کو خوش کر رہی ہے جو قابل مذمت ہے۔

مجاہدِ رفیع القدر مولانا محمد علی جالندھری

١٣٩١ھ

سیزدہ (١٣) سال و ربیعِ دوم بود — سیزدہ صد (١٣٠٠) کیں مجاہد رو نمود

قصبۂ رنبے پرارایاں اصلِ او — وز نکودر وز جلندھر وصلِ او

گشت او تلمیذِ والا جاہ را — سیّد السادات انور شاہ را

آں یکے از بانیانِ خیر بود — ہم سراپا خیر بہرِ غیر بود

خیر را چوں ہفت حصہ رفتہ — نہ حصص در خیرِ او وا گشتہ

جہدِ پیہم معنیٔ نامش شدہ — خدمتِ اسلامیاں کامش شدہ

پیکرِ اخلاص مخلص شد عیاں — شد عیاں چندانکہ نے مارا بیاں

در سیاست نیست اورا ثانیے — طرزِ استدلال را او بانیے

سادگی، پاکیزگی، وارفتگی — عاجزی سر بندگی در زندگی

در مے عرفاں چوں وارفتہ — منت در ختمِ نبوت گشتہ

من یکے از عاشقانِ او بدم — وز شمارِ خادمانِ او بدم

رحلتہ و ہم سالِ میرِ کارواں — در صفر شد حالِ میرِ کارواں

چارشنبہ بست و شش (٢٦) در حال بود — سیزدہ صد (١٣٠٠) ہم نود و یک (٩١) سال بود

مقطعِ شعرِ ندیمِ مستمند — بیں کہ شیریں تر شدہ از شہد و قند

رحلتش گفتہ ندیمِ خیر خواہ

"محرمِ ختمِ نبوۃ" واہ واہ

١٣٩١ھ

ولادتِ مکارمِ صفات ١٣١٣ھ

وفاتِ میرِ والا تدبیر ١٣٩١ھ

رعایتی قیمت مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

کتاب کا نام	جلد	تصنیف	قیمت
فتاوی ختم نبوت	جلد اول	مفتی سعید احمد جلالپوری	150/-
فتاوی ختم نبوت	جلد دوم	مفتی سعید احمد جلالپوری	150/-
قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ		پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	150/-
مقدمہ قادیانی مذہب		پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	70/-
خاتم النبیین		حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ ترجمہ: مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	60/-
تحفہ قادیانیت	جلد اول	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	125/-
تحفہ قادیانیت	جلد دوم	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	125/-
تحفہ قادیانیت	جلد سوم	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	125/-
تحفہ قادیانیت	جلد چہارم	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	125/-
تحفہ قادیانیت	جلد پنجم	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	125/-
تحفہ قادیانیت	جلد ششم	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد اول	حضرت مولانا لال حسین اخترؒ	50/-
احتساب قادیانیت	جلد دوم	حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد سوم	حضرت مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد چہارم	حضرت کشمیریؒ، حضرت تھانویؒ، حضرت عثمانیؒ، حضرت میرٹھیؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد پنجم	حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد ششم	قاضی سلیمان منصور پوریؒ، پروفیسر یوسف سلیم چشتیؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد ہفتم	حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد ہشتم	حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد نہم	حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد دہم	حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد یازدہم	جناب بابو پیر بخشؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد دوازدہم	جناب بابو پیر بخشؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد سیزدہم	حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ، مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ، علامہ شمس الحق افغانیؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد چہاردہم	علامہ نظام الدین بی اے	125/-
قومی تاریخی دستاویز		حضرت مولانا اللہ وسایا	100/-
آئینہ قادیانیت		حضرت مولانا اللہ وسایا	50/-
قادیانی شبہات کے جوابات	جلد اول	حضرت مولانا اللہ وسایا	50/-
قادیانی شبہات کے جوابات	جلد دوم	حضرت مولانا اللہ وسایا	100/-
رئیس قادیان		حضرت مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	100/-
سوانح مولانا تاج محمودؒ		صاحبزادہ طارق محمود	80/-
رفع نزول عیسیٰ علیہ السلام		مولانا عبداللطیف مسعود	100/-

نوٹ: تحفہ مکمل سیٹ رعایتی قیمت -/700، احتساب قادیانیت مکمل سیٹ رعایتی قیمت -/1400

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122

نوٹ: ڈاک خرچ کتب منگوانے والے حضرات کے ذمہ ہوگا

فتنہ قادیانیت کیخلاف کام کرنیوالوں کیلئے عظیم خوشخبری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نئی مطبوعات

☆ پاک و ہند میں متداول مطبوعہ انتیس فتاوی جات جو کہ قادیانی گروہ سے متعلق تھے ان سب کو اس جلد میں جمع کیا گیا ہے ☆ اس کی تبویب فقہی ترتیب کے مطابق کی گئی ہے ☆ کتاب العقائد 17 ابوب، کتاب الصلوۃ 2 ابواب، کتاب الجنائز 3 ابواب، کتاب الذبائح 2 ابواب، کتاب النکاح 3 ابواب، کتاب الحظر والاباحۃ 1 باب پر مشتمل ہے ☆ اس کتاب میں دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث مکاتب فکر کے تمام مفتیان کے فتنہ قادیانیت سے متعلق تمام مطبوعہ فتاوی جات کو یکجا کر دیا گیا ہے ☆ قادیانی لاہوری عقائد، ظہور مہدی، خروج دجال، مسیح موعود کی پہچان، حیات مسیح علیہ السلام، رفع و نزول، ختم نبوت، قادیانی شبہات، قادیانی کلمات کفر و ارتداد، قادیانیوں کے وجوہ کفر و جبات کفر، ارتداد کی سزا، مرزائی اور تعمیر مسجد، قادیانی جنازہ، قادیانی مردہ، قادیانی وراثت، قادیانی نکاح، ثبوت نسب، گویا عہد سے لحد تک قادیانی فتنہ سے متعلق تمام احکامات کو ترتیب وار جمع کر دیا گیا ہے۔

قیمت -/150 روپے ڈاک خرچ -/60 روپے

کتاب VP ہرگز نہ ہوگی

محض اللہ رب العزت کے فضل و کرم، احسان و توفیق، عنایت و رحمت سے فتاوی ختم نبوت کی دوسری جلد پیش خدمت ہے، پہلی جلد میں تقریباً تیس متداول فتاوی جات سے قادیانیت کے خلاف ہزاروں فتاوی کو جمع کیا گیا تھا اس جلد ثانی میں ان رسائل کو جمع کر دیا گیا ہے جو مختلف اوقات میں قادیانیت کے خلاف فتاوی جات رسائل کی شکل میں شائع ہوتے رہے۔ اللہ رب العزت اپنے فضل و کرم کی بارش نازل فرمائیں ان حضرات کی ارواح طیبہ پر جنہوں نے قادیانیت کیخلاف فتوی کے میدان کو سر کیا، اس جلد میں چھوٹے بڑے ۲۱ رسائل شامل ہیں، ہم نے تاریخ ترتیب فتوی یا تاریخ اشاعت کو سامنے رکھ کر "اسلامی تقویم تاریخ" کی کتاب کے مطابق (تقریباً) ترتیب قائم کی ہے۔ اللہ تعالی سہو نسیان سے درگزر فرمائیں، مزید رسائل ایسے بھی ہیں جو قادیانی کفریات کی شرعی حیثیت متعین کرنے کے نقطہ سے لکھے گئے، انہیں ہم انشاء اللہ العزیز فتاوی ختم نبوت کی تیسری جلد میں شائع کریں گے، یوں قادیانی فتنہ سے متعلق امت مسلمہ کی فتاوی جات کی تمام جدوجہد ان تین جلدوں میں جمع ہو جائے گی، حق تعالی محض اپنے فضل و کرم سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اس سعی کو بھی اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں، آمین۔ بحرمۃ النبی الامی الکریم!

قیمت -/150 روپے ڈاک خرچ -/60 روپے

ملنے کا پتہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: ۴۵۱۴۱۲۲

MONTHLY *LAULAK* MULTAN REGD. NO. M-108

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون کی اپیل!

- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دنیا بھر میں قادیانیت کا تعاقب کر رہی ہے۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قادیانیوں کو دعوت اسلام کا پیغام پہنچا رہی ہے۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت عدالتوں میں قادیانی، مسلم مقدمات کی پیروی کر رہی ہے۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے ذریعے سینکڑوں علماء کو ہر سال قادیانی، بہائی، گوہر شاہی اور یوسف کذاب جیسے گمراہ فرقوں کے مناظرہ کی تربیت دے رہی ہے۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مرکزی دفتر میں تالیف و تصنیف کا شعبہ، اور عالمی لائبریری کا اہتمام کیا ہے۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مدارس عربیہ، مبلغین، تبلیغی دفاتر، لٹریچر ہفت روزہ ختم نبوت، ماہنامہ لولاک کے ذریعے تبلیغ و اشاعت و حفاظت دین کا فریضہ سر انجام دے رہی ہے۔

آپ سے اپیل کی جاتی ہے کہ زکوٰۃ، صدقات، عطیات سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی بھرپور معاونت فرمائیں

نوٹ: مجلس زکوٰۃ و صدقات کی رقوم اپنے زیر انتظام مدارس دینیہ پر صرف کرتی ہے اس لئے رقم دیتے وقت مد کی صراحت فرمائیں، امداد مقامی مبلغین کو دے کر رسید حاصل کریں یا براہ راست ذیل کے پتہ پر ارسال کریں۔

امیر مرکزیہ	نائب امیر مرکزیہ	مرکزی ناظم اعلیٰ
حضرت مولانا **خواجہ خان محمد** صاحب دامت برکاتہم	حضرت مولانا **سید نفیس شاہ الحسینی** صاحب مدظلہ	حضرت مولانا **عزیز الرحمٰن جالندھری** صاحب مدظلہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان فون: 4514122